بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ　　وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر: منصور احمد

جلد:75 /شمارہ 26/ 25/جون 2026ء/9 محرم 1448 ہجری قمری/25/احسان 1405 ہجری شمسی (www.akhbarbadr.in)

ارشاد باری تعالیٰ

درود شریف پڑھنے کا حکم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ۔ ﴿سورۃ الاحزاب:57﴾

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

قبولیت دعا کے لئے درود شریف ضروری ہے۔

عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى، فَقَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " عَجِلْتَ أَيُّهَا الْمُصَلِّي، إِذَا صَلَّيْتَ فَقَعَدْتَ فَاحْمَدِ اللَّهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، وَصَلِّ عَلَيَّ ثُمَّ ادْعُهُ "، قَالَ: ثُمَّ صَلَّى رَجُلٌ آخَرُ بَعْدَ ذَلِكَ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَيُّهَا الْمُصَلِّي ادْعُ تُجَبْ ". قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَقَدْ رَوَاهُ حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِي هَانِئٍ الْخَوْلَانِيِّ، وَأَبُو هَانِئٍ اسْمُهُ حُمَيْدُ بْنُ هَانِئٍ، وَأَبُو عَلِيٍّ الْجَنْبِيُّ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ.

حضرت فضالہ بن عبید روایت کرتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی اور دعا کرتے ہوئے کہا۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے نماز پڑھنے والے تُو نے جلدی کی۔ چاہئے کہ جب تُو نماز پڑھے اور بیٹھے تو اللہ تعالیٰ کی حمد اور ثنا کرے۔ پھر مجھ پر درود بھیجے۔ پھر جو بھی دعا وہ چاہتا ہے مانگے۔ راوی کہتے ہیں پھر ایک دوسرا شخص آیا اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَیُّھَا الْمُصَلِّیْ اُدْعُ تُجَبْ۔ کہ اے نماز پڑھنے والے دعا کر، قبول کی جائے گی۔

(سنن الترمذی ابواب الدعوات باب ماجاء فی جامع الصلوات عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث نمبر 3476)

تبرکات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہّر تھا بلا شبہ وہ سردارانِ بہشت میں سے ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع، دنیا کا کیڑا اور ظالم تھا۔ اور جن معنوں کی رُو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے، وہ معنی اُس میں موجود نہ تھے۔ مومن بننا کوئی امر سہل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کی نسبت فرماتا ہے۔ قَالَتِ الۡاَعۡرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلۡ لَّمۡ تُؤۡمِنُوۡا وَلٰکِنۡ قُوۡلُوۡۤا اَسۡلَمۡنَا (الحجرات:15) مومن وہ لوگ ہوتے ہیں...... جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اُس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لئے اختیار کرتے اور اُس کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بُت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمالِ فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو، سب سے اپنے تئیں دُور تر لے جاتے ہیں۔ لیکن بدنصیب یزید کو یہ باتیں کہاں حاصل تھیں۔ دنیا کی محبت نے اُس کو اندھا کر دیا تھا۔ مگر حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہّر تھا اور بلا شبہ وہ اُن برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلا شبہ وہ سردارانِ بہشت میں سے ہے اور ایک ذرّہ کینہ رکھنا اُس سے موجب سلبِ ایمان ہے اور اس امام کی تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زُہد اور عبادت ہمارے لئے اُسوۂ حسنہ ہے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 548 تا 550 اشتہار نمبر 263 مطبوعہ الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ)

آپؑ اپنے ایک فارسی شعر میں فرماتے ہیں:

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است　　خاکم نثار کوچۂ آل محمدؐ است

(درثمین فارسی۔ صفحہ ۸۹)

میری جان اور دل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال پر قربان　　میری خاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کی گلیوں میں قربان۔

تبرکات حضرت مصلح موعودؓ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احسانوں کے لئے کثرت سے درود پڑھنا چاہئے

ایک جگہ درود کی حقیقت بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’درود در اصل اس احسان کا قرار ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر کیا۔ اور احسان کا اقرار انسان کے لئے از حد ضروری ہے۔ کبھی کسی شخص کے اعمال میں پاکیزگی نہیں پیدا ہو سکتی جب تک وہ اپنے احسان کرنے والے کا احسان مند نہیں ہوتا۔ کیونکہ تمام صفائی اعمال میں احسان مندی سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے ہمارے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ہم کثرت سے درود پڑھیں۔ تا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احسانوں کے لئے آپ کے احسان مند ہوں۔ اور پھر ہمارے اعمال میں پاکیزگی پیدا ہو...... پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احسانوں کو یاد کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے حضور میں کہنا چاہئے کہ ہم تو ان کا کچھ بدلہ نہیں دے سکتے۔ تو ہی ان کا عوض رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دے۔ اور اس کا اجر آپ کو عطا فرما۔ یہی درود کا مطلب ہے۔‘‘

(الفضل جلد 13 نمبر 68 پرچہ 11 دسمبر 1925ء)

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 19/جون 2026 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔ احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

خطاب حضور انور

اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ سے قریبی تعلق پیدا کرنے کو ایک خاص امتیاز بنائیں

آپ لوگ اس سوچ کے ساتھ میدان عمل میں آرہے ہیں کہ ہم نے تربیت کے کام بھی کرنے ہیں اور تبلیغ کے کام بھی کرنے ہیں۔ اس سوچ کے ساتھ میدان عمل میں آرہے ہیں کہ ہم زندگی وقف ہیں اور چوبیس گھنٹے جماعت کی خدمت کے لیے تیار ہیں۔ اگر یہ سوچ نہیں تو پھر آپ جماعت کی ترقی کے لیے اس طرح مفید وجود نہیں بن سکتے جس کی جماعت آپ سے توقع رکھتی ہے، جس کی خلیفہ وقت آپ سے توقع رکھتا ہے اور جس کا آپ نے عہد کیا ہوا ہے۔ وہ عہد جو آپ نے خدا تعالیٰ سے کیا ہوا ہے۔ پس آج آپ ایک بہت اہم ذمہ داری کے ساتھ میدان عمل میں آرہے ہیں اور آنا چاہیے۔ اگر یہ سوچ، یہ ارادہ اور اس کے لیے اپنی تمام تر استعدادوں کے ساتھ قربانی کا جذبہ نہیں تو آپ کا میدان عمل میں آنا کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ جماعت میں مربیان اور مبلغین کی ایک اَور کھیپ کا اضافہ ہوگا جو بے معنی ہے

عملی طور پر جو جامعہ میں پڑھ رہے ہیں وہ بھی اور جو فارغ ہو رہے ہیں وہ بھی اور جو میدان عمل میں ہیں وہ بھی اس بات کا خیال رکھیں کہ ہم نے وہ معیار حاصل کرنے ہیں جو حقیقت میں ہمیں اس تعریف کا حقدار بھی بنائیں اور جو کوششیں ہم پر کی گئی ہیں اس کے نیک نتائج پیدا کرنے والے بھی بنائیں

آج میں آپ کو یہ بھی کہتا ہوں اور اس موقع پر میدان عمل میں جو مربیان ہیں ان سے بھی کہتا ہوں کہ مستقل اپنا جائزہ لیتے رہیں کہ جس عظیم مقصد کے لیے آپ نے اپنے آپ کو پیش کیا ہے کیا اس کے حصول کے لیے آپ نے اپنی تمام تر صلاحیتیں استعمال کی ہیں؟ اگر نہیں تو پھر یہ قابل فکر بات ہے۔ اگر کی ہیں تو الحمدللہ۔ اس کو مزید بہتر کرنے کی کوشش کریں

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد تو ہر احمدی کا عہد ہے۔ ہر ایک احمدی یہ عہد دہراتا ہے اور آپ تو اس عہد کے سب سے اوّل مخاطب ہیں۔ آپ وہ لوگ ہیں جنہوں نے افرادِ جماعت کے سامنے ایک نمونہ بننا ہے۔ آپ وہ لوگ ہیں جن کو تربیتی اور تبلیغی میدان میں ایک ارتعاش پیدا کرنا ہے۔ اپنوں کی تربیت بھی کرنی ہے اور غیروں تک اسلام کی تعلیم کی خوبصورتی کو پہنچانا ہے۔ اس کے لیے اپنے آپ میں ایک جوش پیدا کریں۔ اس کے لیے ان معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت کے افراد سے چاہتے ہیں۔ مربی کے معیار تو اس سے بہت اونچے ہونے چاہئیں۔ تبھی آپ نمونہ بن سکتے ہیں

یہ بھی یاد رکھیں کہ کبھی اپنی کسی کامیابی یا علمی برتری کو یا کسی بھی ایسے کام کو جو آپ کو ممتاز کرنے والا ہو اپنی عقل، اپنے علم اور کسی صلاحیت پر محمول نہ کریں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی عطا پر شکر ادا کریں کہ اس نے آپ کو یہ توفیق دی جس کی وجہ سے آپ اس قابل ہوئے کہ آپ جس مسئلے میں بھی ڈالے گئے تھے اسے صحیح طور پر پیش کر سکے اور اس کا حل نکال سکے۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ تکبر سے بچنا ہے۔ چاہے ہلکا سا بھی تکبر ہو، دل میں کبھی تکبر پیدا نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں یہ سخت مکروہ چیز ہے

یہاں دفتر میں بیٹھنے والوں کو بھی چاہیے کہ بجائے اس کے کہ دفتر میں بیٹھے رہیں مسجد میں جا کر نماز پڑھا کریں

ہر ایک کو نوافل اور نماز تہجد کا خاص اہتمام کرنا چاہیے اور اس کے علاوہ موقع ملے تو نوافل کو خاص طور پر بہت زیادہ کوشش سے ادا کرنے کی کوشش کریں

آپ یہ عہد کریں کہ آپ نے باقاعدگی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے پر خاص توجہ دینی ہے اور اس میں مداومت اختیار کرنی ہے

مَیں نے استغفار کرنے کا کہا تھا۔ اس میں بھی باقاعدگی اختیار کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد بھی کرنی چاہیے۔ جب یہ چیزیں آپ میں پیدا ہوں گی تبھی آپ انہیں آگے جماعت کے افراد میں پہنچا سکیں گے اور ان میں پیدا کر سکیں گے۔ ان باتوں کا خاص طور پر خیال رکھیں

اب آپ یہ عہد کریں کہ آپ نے روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرنی ہے۔ ایک مربی کے لیے ایک آدھ رکوع پڑھنا کوئی کمال نہیں ہے۔ اور اگر ایک سپارہ نہیں تو ایک سپارے کے قریب قریب پڑھنا چاہیے اور پھر اس کے مطالب پر غور کرنا چاہیے۔ اس کی تفسیر پڑھنی چاہیے

اب فراغت کے بعد، فیلڈ میں جانے کے بعد اور میدان عمل میں جانے کے بعد آپ نے قرآن کریم کی تعلیم پر بہت زیادہ توجہ دینی ہے۔ اس پر غور کرنا ہے اور اس کی تفاسیر پڑھنی ہیں تا کہ آپ کے علم میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو اور یہی اضافہ آپ کو پھر میدان عمل میں بھی کامیابیاں عطا کرے گا

یہ بھی جائزہ لیں کہ ہمارے اندر تقویٰ اور طہارت کس حد تک ہے؟ ایک مربی اور مبلغ کو تقویٰ کی باریکیوں کو تلاش کرنے کی کوشش کرنی چاہیے

ایک مربی کو اس یقین پر ہمیشہ خود بھی قائم رہنا چاہیے اور جماعت کے افراد کو بھی قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے جو بشارتیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی ہیں اور جو پیشگوئیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہیں وہ انشاء اللہ ضرور پوری ہونی ہیں اور جماعت کا غلبہ ہونا ہے

تبلیغ کے میدان میں بھی یاد رکھیں کہ ہمیشہ اعلیٰ دلائل کے علاوہ نرمی اور اعلیٰ اخلاق کا ہونا بھی ضروری ہے اور اس کا مظاہرہ ہونا چاہیے اور پھر اس کے ساتھ دلائل کے ساتھ بات کرنی چاہیے۔ اعلیٰ اخلاق کا معیار ہر ایک مربی کی سب سے اعلیٰ صفت ہونی چاہیے

ایک مربی میں سچائی کے بھی اعلیٰ ترین معیار ہونے چاہئیں

ہر مربی کو ایک جوش پیدا کرنا پڑے گا۔ اور وہ جوش اسی وقت ہوگا جب خدا تعالیٰ سے ایک خاص تعلق پیدا ہوگا۔ اس لیے یہ بنیادی چیز پھر وہیں آ کر ختم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق پیدا کریں۔ دنیاوی چیزوں کو بھول جائیں۔ آپ کے دلوں میں اسلام کی خاطر غیرت ہو۔ جب تک یہ چیز پیدا نہیں ہوتی اس وقت تک یہ نہ سمجھیں کہ آپ کو اپنی ہلکی پھلکی کوششوں سے کامیابیاں مل سکتی ہیں کیونکہ پھر کامیابیاں نہیں مل سکتیں

خدا تعالیٰ کی عبادت، قرآن کریم کے علم اور اس کی تلاوت میں اضافہ، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھنے کی طرف توجہ، خلفاء کے ساتھ تعلق اور ان کے خطبات سننے کی طرف توجہ اور ان کے پیغام کو آگے پہنچانے کی طرف توجہ بہت ضروری ہے کیونکہ آپ خلیفہ وقت کے نمائندے ہیں اور خلیفہ وقت کی نمائندگی کا حق بھی ادا کرنا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ آپ خطبات بھی سنیں اور اس پیغام کو آگے پہنچائیں

جماعت میں محبت اور اخوت پیدا کرنے کے لیے خاص کوشش کریں

سات سال کی تربیت میں آپ کو بنیادی طور پر یہ عادت ڈال دی گئی ہے کہ آپ قرآن پڑھیں اور اس پر غور کریں۔ یہ عادت ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے حدیث پڑھیں اور اس پر غور کریں۔ کلام پڑھیں اور اس پر غور کریں۔ اور اسی طرح خطبات بھی سنیں اور ان پر غور کریں۔ اس کے علاوہ اپنے دینی اور دنیاوی علم کو بھی بڑھائیں

کسی موقع پر اگر آپ کو دنیاداروں کے سامنے اسلام کی برتری ثابت کرنی ہو تو وہاں آپ کو تاریخ اور موجودہ حالات کا بھی علم ہو تاکہ آپ ثابت کر سکیں کہ اسلام کی تعلیم کی طرف توجہ دینا ہی ان مسائل کا اصل حل ہے جن میں آج تم لوگ گرفتار ہو۔ اس لیے اس سے پھر آپ کے لیے نئے نئے تبلیغ کے راستے کھلیں گے

آپ نے ہر میدان میں آگے بڑھنے کی کوشش کرنی ہے۔ تربیت کے میدان میں بھی اور تبلیغ کے میدان میں بھی۔ آپ نے تربیت کے پہلوؤں کو بھی سامنے رکھنا ہے اور تبلیغ کے میدان کے مختلف پہلوؤں کو بھی سامنے رکھنا ہے

جب آپ یہ باتیں اپنے سامنے رکھیں گے تبھی آپ ایک کامیاب مربی اور مبلغ بن سکتے ہیں اور تبھی یہ کہا جا سکے گا کہ ہاں! آج جامعہ سے فارغ التحصیل ہونے والی کلاس کے مربیان نے حقیقت میں ایک مربی اور مبلغ ہونے کا حق ادا کر دیا ہے

جامعہ احمدیہ کینیڈا، جرمنی اور برطانیہ سے 2025ء جبکہ جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا اور انڈونیشیا سے 2026ء میں فارغ التحصیل ہونے والے مبلّغینِ سلسلہ کی تقریبِ تقسیمِ اسناد سے سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز تاریخی خطاب فرمودہ مورخہ 02؍مئی 2026ء بروز ہفتہ بمقام جامعہ احمدیہ Haslemere، ہمپشئر، یوکے

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

الحمدللہ! آج آپ جامعہ سے، یوکے، جرمنی، کینیڈا، انڈونیشیا اور گھانا کے جامعات سے سات سالہ تعلیم مکمل کر کے میدان عمل میں آنے کے لیے تیار ہیں۔ آپ لوگ اس سوچ کے ساتھ میدان عمل میں آ رہے ہیں کہ ہم نے تربیت کے کام بھی کرنے ہیں اور تبلیغ کے کام بھی کرنے ہیں۔ اس سوچ کے ساتھ میدان عمل میں آ رہے ہیں کہ ہم زندگی وقف ہیں اور چوبیس گھنٹے جماعت کی خدمت کے لیے تیار ہیں۔ اگر یہ سوچ نہیں تو پھر آپ جماعت کی ترقی کے لیے اس طرح مفید وجود نہیں بن سکتے جس کی جماعت آپ سے توقع رکھتی ہے، جس کی خلیفہ وقت آپ سے توقع رکھتا ہے اور جس کا آپ نے عہد کیا ہوا ہے۔ وہ عہد جو آپ نے خدا تعالیٰ سے کیا ہوا ہے۔ پس آج آپ ایک بہت اہم ذمہ داری کے ساتھ میدان عمل میں آ رہے ہیں اور آنا چاہیے۔ اگر یہ سوچ، یہ ارادہ اور اس کے لیے اپنی تمام تر استعدادوں کے ساتھ قربانی کا جذبہ نہیں تو آپ کا میدان عمل میں آنا کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

جماعت میں مربیان اور مبلغین کی ایک اَور کھیپ کا اضافہ ہوگا جو بے معنی ہے۔

مختلف جامعات کے پرنسپل صاحبان نے رپورٹس پیش کیں۔ اور بڑی خوش کن رپورٹس تھیں۔ آپ کی علمی اور روحانی اور عملی ترقی کے لیے انہوں نے جامعہ میں جو کوشش کرنی تھی وہ کی۔ لیکن

ہمیشہ یاد رکھیں کہ ترقی کرنے والی قومیں اپنی کمزوریوں پہ بھی نظر رکھتی ہیں۔

اس لیے آپ لوگ یہی نہ سمجھ لیں کہ یہاں پرنسپل صاحبان نے رپورٹ میں آپ کی تعریف کر دی اور بہت کام ہو گیا بلکہ

عملی طور پر جو جامعہ میں پڑھ رہے ہیں وہ بھی اور جو فارغ ہو رہے ہیں وہ بھی اور جو میدان عمل میں ہیں وہ بھی اس بات کا خیال رکھیں کہ ہم نے وہ معیار حاصل کرنے ہیں جو حقیقت میں ہمیں اس تعریف کا حقدار بھی بنائیں اور جو کوششیں ہم پر کی گئی ہیں اس کے نیک نتائج پیدا کرنے والے بھی بنائیں۔

مختلف اوقات میں، گذشتہ کانووکیشنز میں مَیں نے دیکھا ہے کہ آپ لوگ ڈائریاں نکال کے لکھ رہے ہوتے ہیں۔ آج بھی آپ ڈائری میں نوٹ لے رہے ہوں گے۔ لیکن

اس لکھنے کا کیا فائدہ ہے اگر یہ تحریر ڈائریوں میں ہی بند ہو جانی ہے اور ان پر اس جوش و خروش سے تمام عمر عمل نہیں ہونا جس جوش و خروش کا آج آپ اس وقت لکھتے وقت اظہار کر رہے ہیں اور جو جذبہ اس وقت آپ میں پیدا ہوا ہوگا۔

گذشتہ پندرہ بیس سال سے جب سے مختلف ممالک میں جامعات شروع ہوئے ہیں اگر ایک جذبے اور لگن سے کام کرنے کے نظارے نظر آتے تو ایک واضح تبدیلی ہمیں ہر جگہ نظر آنی چاہیے تھی۔ لیکن بہت کم ایسے ہیں جن میں یہ جذبہ ہے۔ پس

آج میں آپ کو یہ بھی کہتا ہوں اور اس موقع پر میدان عمل میں جو مربیان ہیں ان سے بھی کہتا ہوں کہ مستقل اپنا جائزہ لیتے رہیں کہ جس عظیم مقصد کے لیے آپ نے اپنے آپ کو پیش کیا ہے کیا اس کے حصول کے لیے آپ نے اپنی تمام تر صلاحیتیں استعمال کی ہیں؟ اگر نہیں تو پھر یہ قابل فکر بات ہے۔ اگر کی ہیں تو الحمدللہ۔ اس کو مزید بہتر کرنے کی کوشش کریں۔

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد تو ہر احمدی کا عہد ہے۔ ہر ایک احمدی یہ عہد دہراتا ہے اور آپ تو اس عہد کے سب سے اوّل مخاطب ہیں۔ آپ وہ لوگ ہیں جنہوں نے افرادِ جماعت کے سامنے ایک نمونہ بننا ہے۔ آپ وہ لوگ ہیں جن کو تربیتی اور تبلیغی میدان میں ایک ارتعاش پیدا کرنا ہے۔ اپنوں کی تربیت بھی کرنی ہے اور غیروں تک اسلام کی تعلیم کی خوبصورتی کو پہنچانا ہے۔ اس کے لیے اپنے آپ میں ایک جوش پیدا کریں۔ اس کے لیے ان معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش کریں جو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت کے افراد سے چاہتے ہیں۔ مربی کے معیار تو اس سے بہت اونچے ہونے چاہئیں۔ تبھی آپ نمونہ بن سکتے ہیں۔

پس اپنا جائزہ لیتے رہیں کہ کیا خدا تعالیٰ سے محبت، اس کی توحید کا قیام اور عبادات کی طرف توجہ کے لیے ہم بھرپور کوشش کر رہے ہیں؟

اس بارے میں قرآن اور حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کرتے رہیں اور انتہائی باریکی سے اپنا جائزہ لیتے رہیں کہ ہماری عبادت کے کیا معیار ہیں؟ ہماری فرض نمازوں کے کیا معیار ہیں؟ نوافل اور ذکر الٰہی کے کیا معیار ہیں؟ تب ہی ہمارے کام میں برکت ہوگی اور دوسروں کو اس کا اثر بھی ہوگا۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ کبھی اپنی کسی کامیابی یا علمی برتری کو یا کسی بھی ایسے کام کو جو آپ کو ممتاز کرنے والا ہو اپنی عقل، اپنے علم اور کسی صلاحیت پر محمول نہ کریں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی عطا پر شکر ادا کریں کہ اس نے آپ کو یہ توفیق دی جس کی وجہ سے آپ اس قابل ہوئے کہ آپ جس مسئلے میں بھی ڈالے گئے تھے اسے صحیح طور پر پیش کر سکے اور اس کا حل نکال سکے۔

اگر ایسا نہیں تو یہ باتیں پھر تکبر پیدا کریں گی۔ اور تکبر جیسا کہ آپ جانتے ہیں سب نے پڑھا ہوا ہے، گہرائی میں جا کے پڑھا ہوگا کہ شرک کی طرح ہے۔ اور چاہے یہ خیالات آپ کے دل میں ہی پیدا ہوں۔ بے شک ان کا اظہار نہ بھی ہو تب بھی یہ شرک خفی جو ہے یہ آہستہ آہستہ سارے دل پر قبضہ کر لیتا ہے۔ اور اس کے لیے ایک مربی کو بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ پس باریکی سے اپنا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ متکبر ہرگز جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (سنن ابن ماجہ کتاب السنۃ باب فی الایمان حدیث نمبر 59)
اور آپ لوگ تو وہ ہیں جو لوگوں کو جنت کے راستے بتانے والے ہیں۔ کجا یہ کہ آپ میں خود ایسی بات پیدا ہو جائے جو آپ کو اس سے دور ہٹانے والی ہو۔ تقریروں میں آپ ہمیشہ یہ کہتے ہیں اور آئندہ بھی کہیں گے کہ تکبر اور شیطان کا گہرا تعلق ہے۔ لیکن اس سے پہلے خود اپنا جائزہ لینا ہوگا کہ ہم کہاں تک اس گناہ سے پاک ہیں۔ پس

ہمیشہ یاد رکھیں کہ تکبر سے بچنا ہے چاہے ہلکا سا بھی تکبر ہو۔ دل میں کبھی تکبر پیدا نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں یہ سخت مکروہ چیز ہے۔

اسی طرح نمازوں کی طرف توجہ ہونی چاہیے

جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں۔ ہر مربی کا یہ کام ہے کہ وہ پانچوں وقت کی نماز بروقت ادا کرے اور جس سینٹر میں اسے مقرر کیا گیا ہے یا جس مسجد میں امامت دی گئی ہے وہاں پانچوں وقت نمازوں کے لیے مسجد کے دروازے کھلنے چاہئیں اور اذان دے کر مربی کو وہاں حاضر ہونا چاہیے۔ اور جو مربیان دفتروں میں کام کرنے والے ہیں خاص طور پر یہاں مرکزی دفاتر میں اور ہو سکتا ہے وہاں دوسرے ملکوں میں بھی جو دفتروں میں کام کرنے والے ہوں اور دفتر ان کے مسجد سے پیچھے ہوں۔ وہ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ دفتری کام زیادہ اہم ہے اس لیے ہم دفتر میں ہی نماز پڑھ لیں۔ اگر باجماعت نماز بھی ہو رہی ہے تو امام کے پیچھے دفتر میں پڑھ لیں گے لیکن یہ غلط سوچ ہے۔ اس لیے

یہاں دفتر میں بیٹھنے والوں کو بھی چاہیے کہ بجائے اس کے کہ دفتر میں بیٹھے رہیں مسجد میں جا کر نماز پڑھا کریں۔

یہ نہ دیکھیں کہ فلاں فلاں دفتر میں بیٹھ کر خطبہ سن رہا ہے تو ہم بھی دفتر میں بیٹھے رہیں۔ بلکہ جمعہ کے اوقات میں بھی بعض دفعہ شکایتیں ملتی ہیں کہ یہاں مرکزی دفاتر میں جن کی دفتروں میں ڈیوٹی ہوتی ہے وہ جمعہ کے وقت مسجد میں نہیں جاتے۔

جمعہ کے لیے بہرحال مسجد میں جانا ہے اور یہ بہت ضروری چیز ہے۔

اسی طرح جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ

تہجد کی نماز بہت ضروری ہے۔

ایک مربی جس کا اپنے کام کی کامیابی میں کلی انحصار اللہ تعالیٰ ہی پر ہے اور اس کی اپنی کوئی کوشش نہیں اسے تو نمازوں کی طرف بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اسے نوافل کی طرف بھی بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ پس

ہر ایک کو نوافل اور نماز تہجد کا خاص اہتمام کرنا چاہیے اور اس کے علاوہ موقع ملے تو نوافل کو خاص طور پر بہت زیادہ کوشش سے ادا کرنے کی کوشش کریں۔

اسی طرح مَیں نے

درود بھیجنے اور دعائیں کرنے کی تحریک کی تھی

لیکن میں نے دیکھا ہے کہ اکثر باقاعدگی سے اس پر عمل نہیں کرتے۔ جو اس وقت میدان عمل میں ہیں ان میں بھی باقاعدگی نہیں ہے۔ اور آپ جو جامعہ کے طلبہ ہیں آپ میں بھی باقاعدگی نہیں ہے۔ اب یہاں بیٹھے آپ عہد کریں۔ بیٹھے ہیں تو

آپ یہ عہد کریں کہ آپ نے باقاعدگی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے پر خاص توجہ دینی ہے اور اس میں مداومت اختیار کرنی ہے۔

اسی طرح

مَیں نے استغفار کرنے کا کہا تھا۔ اس میں بھی باقاعدگی اختیار کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد بھی کرنی چاہیے۔ جب یہ چیزیں آپ میں پیدا ہوں گی تبھی آپ انہیں آگے جماعت کے افراد میں پہنچا سکیں گے اور ان میں پیدا کر سکیں گے۔ ان باتوں کا خاص طور پر خیال رکھیں۔

پھر قرآن کریم کا مطالعہ ہے جس کی طرف بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

بے شک اچھی رپورٹیں پیش کی گئی ہیں۔ وہ توجہ جو دینی چاہیے تھی نہ آپ نے زمانہ طالب علمی میں دی۔ اور نہ ہی بہت سے ایسے مربیان جو اس وقت میدان عمل میں ہیں وہ توجہ دیتے ہیں۔ لیکن

اب آپ یہ عہد کریں کہ آپ نے روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرنی ہے۔ ایک مربی کے لیے ایک آدھ رکوع پڑھنا کوئی کمال نہیں ہے۔ کم از کم آدھا پونا سپارہ تو ضرور پڑھنا چاہیے اور اگر ایک سپارہ نہیں تو ایک سپارے کے قریب قریب پڑھنا چاہیے اور پھر اس کے مطالب پر غور کرنا چاہیے۔ اس کی تفسیر پڑھنی چاہیے۔

تبھی آپ کو گہرائی میں جا کر ان احکامات کا پتہ لگے گا جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں دیے ہیں۔ اور جب آپ اس راہنما کتاب کو اپنے سامنے رکھیں گے تبھی آپ حقیقی طور پر اسلام کی تعلیم سے آگاہ ہو سکیں گے۔ تبھی لوگوں کی صحیح راہنمائی کر سکیں گے اور تبھی تبلیغ کا حق بھی ادا کر سکیں گے۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا اور آپ نے بھی پڑھا ہوگا لیکن پڑھ کے بھول جانے سے کوئی فائدہ نہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ

’’قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

اب یقیناً ایک مربی سے یہ امید تو نہیں کی جاتی کہ وہ اسے مہجور کی طرح چھوڑ دے گا لیکن جو توجہ دینی چاہیے وہ اس طرح نہیں دی جاتی جو اس کا حق ہے۔ اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ پس

اب فراغت کے بعد، فیلڈ میں جانے کے بعد اور میدان عمل میں جانے کے بعد آپ نے قرآن کریم کی تعلیم پر بہت زیادہ توجہ دینی ہے۔ اس پر غور کرنا ہے اور اس کی تفاسیر پڑھنی ہیں تا کہ آپ کے علم میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو اور یہی اضافہ آپ کو پھر میدان عمل میں بھی کامیابیاں عطا کرے گا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ ہے۔ یہ بھی بہت ضروری ہے۔

ایک مجلس میں جہاں لوگ مجھے ملنے آئے تھے۔ کینیڈا سے یا امریکہ سے ایک مربی صاحب تھے۔ ان کی ایک بات سن کے مجھے حیرت ہوئی۔ مجھے پتہ نہیں تھا کہ وہ مربی ہیں۔ جب میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے کتنی کتابیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑھی ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ ساٹھ کتابیں پڑھ لی ہیں۔ میں نے کہا بڑی اچھی بات ہے۔ میں نے پوچھا کرتے کیا ہیں آپ؟ تو پتہ لگا مربی ہیں۔ بہرحال بڑی اچھی بات ہے اگر

ایک مربی صاحب نے بھی ساٹھ کتابیں پڑھ لیں لیکن

ایک مربی کی حیثیت سے تو آپ لوگوں کو تمام کتب پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے اور پڑھنی چاہئیں۔

بہرحال اس وقت یہاں بہت سارے مربیان ایسے ہیں جنہوں نے اگر پڑھی بھی ہیں تو چند کتابیں ہی پڑھی ہوں گی اور وہ بھی پوری طرح یاد نہیں رہتیں کیونکہ جب ان سے کوئی حوالہ پوچھا جاتا ہے تو ان کے لیے حوالہ دینا مشکل ہو جاتا ہے۔ پس

اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے کیونکہ اگر ہم یہ کریں گے تب ہی ہم مربی ہونے کا حق ادا کر سکیں گے۔

پھر جماعت میں محبت اور بھائی چارے کی تلقین کرنا یہ بھی بہت ضروری ہے۔

آپ میدان عمل میں جا رہے ہیں۔ ایسی چیزوں سے آپ کو واسطہ پڑے گا۔ ان تربیتی کاموں پر بھی آپ کو بہت محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ لیکن اس محنت کرنے سے پہلے خود اپنا جائزہ لیں کہ کیا ہم میں یہ معیار ہے کہ ہم محبت اور بھائی چارے کو قائم رکھنے کے لیے ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہوں یا اپنی ذاتی انا، ذاتی خواہشات اور ذاتی مقاصد کی خاطر ان باتوں کو بھول جائیں۔

پھر یہ بھی جائزہ لیں کہ ہمارے اندر تقویٰ اور طہارت کس حد تک ہے؟
ایک مربی اور مبلغ کو تقویٰ کی باریکیوں کو تلاش کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اگر ایسا ہوگا تو تب ہی آپ کو کامیابیاں ملیں گی جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ

تقویٰ اختیار کر کے ہی تم خدا تعالیٰ کی پناہ کے حصن حصین میں آ سکتے ہو۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 65، ایڈیشن 2022ء)

پس اللہ تعالیٰ کی پناہ کے اس محفوظ قلعے میں آنے کے لیے تقویٰ اختیار کرنا ہوگا۔ اور جب آپ اس محفوظ قلعہ میں آ جائیں گے تو پھر آپ کا ہر قول اور فعل اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہوگا اور آپ کا ہر عمل وہ بہتر نتائج پیدا کرے گا جو آپ کو تربیت میں بھی کامیابیاں عطا کرے گا اور تبلیغ کے میدان میں بھی آپ کو کامیابیاں عطا ہوں گی۔ پس اس طرف خاص طور پر بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

جب تقویٰ ہوگا تو آپ کی اخلاقی حالت بھی بہتر ہوگی۔ اور جب اخلاقی حالت بہتر ہوگی تو آپ ان غلط قسم کے پروگراموں سے بچیں گے جو آج کل انٹرنیٹ یا ٹی وی پر آتے ہیں اور جن کی طرف بعض دفعہ توجہ پیدا ہو جاتی ہے۔

مربیان بھی دیکھنے لگ جاتے ہیں۔ بعض دفعہ ایسے ناپسندیدہ پروگرام دیکھتے ہیں اور پھر دیکھتے چلے جاتے ہیں جس کی وجہ سے پھر ان کی بیوی بچوں کی طرف سے یا لوگوں کی طرف سے شکایات آتی ہیں۔ اگر معلومات کی حد تک ایک دفعہ کوئی پروگرام دیکھ لیا تو اس سے یہ تو پتہ لگ جاتا ہے کہ اس میں کتنی گندگی اور غلاظت ہے۔ لیکن اس میں بالکل ڈوب جانا اور اپنی بیویوں اور رشتہ داروں یا جماعت کے افراد کو شکایت کا موقع دینا کہ مربی صاحب فلاں پروگرام دیکھتے ہیں یہ ایک ایسی چیز ہے جو آپ کے کام میں رکاوٹ پیدا کرے گی اور اس سے برکت بھی اٹھ جائے گی اور آپ کی بدنامی کا باعث بھی بنے گی۔ پس اس لحاظ سے بھی بہت ضروری ہے کہ آپ ان چیزوں سے بچیں۔ بعض دفعہ لوگوں کے دلوں میں شکوک پیدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن

ایک مربی کو اس یقین پر ہمیشہ خود بھی قائم رہنا چاہیے اور جماعت کے افراد کو بھی قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے جو بشارتیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی ہیں اور جو پیشگوئیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہیں وہ انشاء اللہ ضرور پوری ہونی ہیں اور جماعت کا غلبہ ہونا ہے۔

پس اس کے لیے جیسا کہ میں نے پہلے کہا تھا اپنے دینی علم کو قرآن کریم کے ذریعہ سے بڑھانا، حدیث کے ذریعہ سے بڑھانا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے ذریعہ سے بڑھانا اور اس کے علاوہ خود بھی تحقیق کرنا بہت ضروری ہے۔ اور اس ایمان پر قائم ہونا ضروری ہے کہ جماعت احمدیہ نے غالب آنا ہے انشاء اللہ۔

جب آپ کے اندر یہ یقین ہوگا تو پھر آپ جو ٹارگٹ مقرر کریں گے وہ بہت بلند اور اونچے ہوں گے کیونکہ آپ کے سامنے ایک بہت بڑا کام ہے جو آپ کے سپرد کیا گیا ہے۔ آپ کو اس کے لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس غلبے کے لیے تمہاری کوششیں بھی شامل ہونی چاہئیں۔

پس اپنی علمی صلاحیتوں اور عملی کوششوں کے لحاظ سے اپنے آپ کو بہتر کرنے سے آپ کو وہ معیار حاصل ہوگا جس سے آپ اسلام اور احمدیت کا غلبہ بھی دیکھنے والے ہوں گے اور اس کی ترقی میں مددگار و معاون ثابت ہوں گے اور اس کا حصہ بنیں گے۔

پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ

قبولیت دعا کے لیے ضروری ہے کہ انسان تقویٰ پر چلنے والا ہو۔

آپ نے جامعہ میں پرانے بزرگوں کے واقعات بھی پڑھے ہیں۔ پرانے اولیاء اللہ کے واقعات بھی پڑھے ہیں۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبولیت دعا کے واقعات بھی پڑھے ہیں۔ حدیثوں میں بھی آپ نے واقعات پڑھے ہیں۔ آج کل جو خطبات مَیں دے رہا ہوں ان میں بھی آپ نے سنے ہوں گے اور قرآن کریم میں بھی پڑھا ہوگا۔ آخر یہ سب کچھ آپ پڑھ کے ہی نکلے ہیں ناں جامعہ سے۔ لیکن

ان واقعات کے پڑھنے اور سننے کا فائدہ تبھی ہے جب آپ خود بھی تقویٰ کے ان معیاروں کو حاصل کریں جہاں آپ کا اللہ تعالیٰ سے ایک براہ راست تعلق پیدا ہو اور پھر آپ خود بھی قبولیت دعا کے نظارے دیکھنے والے ہوں۔ اس بارے میں ہر مربی کو کوشش کرنی چاہیے۔

پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ اگر آپ کے اخلاق اعلیٰ ہیں، آپ کا علمی معیار اونچا ہے تو پھر آپ کو کسی مخالف سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ آپ میں ایک ہمت اور دلیری اس چیز سے پیدا ہوگی۔

ہمارے بہت سے مربیان ہیں جن کا علمی معیار بھی اچھا ہے اور وہ مخالفین سے بحث کر کے ان کے منہ بند کر دیتے ہیں لیکن

تبلیغ کے میدان میں بھی یاد رکھیں کہ ہمیشہ ان اعلیٰ دلائل کے علاوہ نرمی اور اعلیٰ اخلاق کا ہونا بھی ضروری ہے اور اس کا مظاہرہ ہونا چاہیے اور پھر اس کے ساتھ دلائل کے ساتھ بات کرنی چاہیے۔

یہی ہمیں قرآن کریم کا حکم ہے۔ یہی ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ یہی ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعلیم دی ہے کہ ہمارے منہ سے کبھی ایسے الفاظ نہیں نکلنے چاہئیں جو کسی بھی رنگ میں سختی کا اظہار کرنے والے ہوں۔ (ماخوذ از کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 13)

کیونکہ یہ بات کم ہمتی اور علم کی کمی پر دلالت کرتی ہے۔ پس

اعلیٰ اخلاق کا معیار ہر ایک مربی کی سب سے اعلیٰ صفت ہونی چاہیے۔

پھر یہ بھی یاد رکھیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس طرف بھی بار بار توجہ دلائی ہے کہ

احمدیوں کو عملی نمونہ دکھانا چاہیے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 167، ایڈیشن 2022ء)

جیسا کہ پہلے بھی مَیں کہہ چکا ہوں۔ کیونکہ عملی نمونہ ہی ہے جس سے لوگوں میں توجہ پیدا ہوتی ہے اور ایک مربی کے عملی نمونہ کا معیار بہت بلند ہونا چاہیے۔

گویہ باتیں جو میں کر رہا ہوں ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں اور نظر یہی آتا ہے کہ بار بار دہرا رہا ہوں لیکن ان کی بہت ضرورت ہے۔ اس پر خاص توجہ کی ضرورت ہے کیونکہ عملی نمونہ ایک انقلاب اور لوگوں میں تبدیلیاں پیدا کرنے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

آج کل جو میں خطبات دے رہا ہوں ان میں بھی میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس سنایا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی نمونہ کی وجہ سے ہی وہ لوگ آپؐ سے متاثر ہوئے تھے جو آپؐ کے قریب رہنے والے تھے بلکہ یہی وہ عملی نمونہ تھا جس کی وجہ سے ان لوگوں کے دلوں پر ایک خاص اثر ہوا۔ آپؐ کی سچائی ان پر ظاہر ہوئی اور انہوں نے اس سچائی کو دیکھ کر آپ کو قبول کیا۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 122-123، ایڈیشن 2022ء)

پس ایک مربی میں سچائی کے بھی اعلیٰ ترین معیار ہونے چاہئیں

تا کہ کبھی یہ شکوہ نہ ہو کہ اس نے غلط طور پر گواہی دی یا غلط طور پر ہم سے بات کی۔ بعض دفعہ شکایتیں آ جاتی ہیں۔ بعض دفعہ میدان عمل میں آنے والوں کی شکایت ہوتی ہے کہ مربی صاحب نے فلاں کی حمایت کر دی۔ اگر تقویٰ پر چلتے ہوئے حمایت کی ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے۔ اور اگر کسی غلط تعلق کی وجہ سے، کسی ذاتی تعلق کی وجہ سے حمایت کی ہے تو وہ غلط ہے اور اس کی اصلاح ہونی چاہیے۔ آپ لوگوں کو بھی اپنی عملی زندگی میں اس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے۔

اسی طرح یہ بھی یاد رکھیں کہ آپ لوگ تقریروں میں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اقتباسات کا حوالہ دیتے ہیں کہ

اپنے اندر صحابہؓ کا سا جوش پیدا کرو اور اسلام کے لیے وہ حمیّت اور غیرت پیدا کرو۔ اور اگر یہ نہیں کرو گے تو اس وقت تک تم اپنے آپ کو ایسا نہ سمجھو کہ ہم دنیا کی اصلاح کر سکتے ہیں یا دنیا کے لیے مفید وجود بن سکتے ہیں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 201-202، ایڈیشن 2022ء)

یہ توقع تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک عام احمدی سے رکھی ہے کہ تم بھی ایسے بنو لیکن

ایک مربی کو تو اس طرف خاص طور پر توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ اسے ایک جوش پیدا کرنا پڑے گا

جیسا کہ میں نے شروع میں کہا تھا۔

اگر یہ جوش ہر ایک میں پیدا ہوتا تو اب تک پندرہ بیس سال سے جتنی بھی کھیپیں نکلی ہیں ایک انقلاب پیدا ہو سکتا تھا لیکن وہ جوش ہمیں نظر نہیں آتا۔

پس ہر مربی کو ایک جوش پیدا کرنا پڑے گا۔ اور وہ جوش اسی وقت ہوگا جب خدا تعالیٰ سے ایک خاص تعلق پیدا ہوگا۔ اس لیے یہ بنیادی چیز پھر وہیں آ کر ختم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق پیدا کریں۔ دنیاوی چیزوں کو بھول جائیں۔ آپ کے دلوں میں اسلام کی خاطر غیرت ہو۔ جب تک یہ چیز پیدا نہیں ہوتی اس وقت تک یہ نہ سمجھیں کہ آپ کو اپنی ہلکی پھلکی کوششوں سے کامیابیاں مل سکتی ہیں کیونکہ پھر کامیابیاں نہیں مل سکتیں۔

پس یہ چند باتیں ہیں جو مَیں آپ سے کرنا چاہتا ہوں۔ ان کو ہمیشہ یاد رکھیں۔

خدا تعالیٰ کی عبادت۔ قرآن کریم کے علم اور اس کی تلاوت میں اضافہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھنے کی طرف توجہ۔ خلفاء کے ساتھ تعلق اور ان کے خطبات سننے کی طرف توجہ اور ان کے پیغام کو آگے پہنچانے کی طرف توجہ بہت ضروری ہے کیونکہ آپ خلیفہ وقت کے نمائندے بھی ہیں اور خلیفہ وقت کی نمائندگی کا حق ادا کرنا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ آپ خطبات بھی سنیں اور اس پیغام کو آگے پہنچائیں۔

(بقیہ صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

’’میرا یہ مسلک نہیں کہ مَیں ایسا تُند خو اور بھیانک بن کر بیٹھوں کہ لوگ مجھ سے ایسے ڈریں جیسے درندہ سے ڈرتے ہیں اور مَیں بُت بننے سے سخت نفرت کرتا ہوں۔ مَیں تو بُت پرستی کے ردّ کرنے کو آیا ہوں نہ یہ کہ مَیں خود بُت بنوں اور لوگ میری پوجا کریں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مَیں اپنے نفس کو دوسروں پر ذرا بھی ترجیح نہیں دیتا۔ میرے نزدیک متکبر سے زیادہ کوئی بُت پرست اور خبیث نہیں۔ متکبر کسی خدا کی پرستش نہیں کرتا بلکہ وہ اپنی پرستش کرتا ہے‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

حضورؑ ایسی سادگی سے مہمانوں کو ملا کرتے تھے کہ مَیں نے بعض اوقات حضورؑ کو ایسی حالت میں دیکھا ہے کہ حضورؑ کے ہاتھ میں قلم ہوتی اور بعض اوقات حضورؑ پاؤں سے ننگے تشریف لے آتے (ایک روایت)

رقّت سے میرے آنسو نکل آئے کہ جب حضرت ہمارے مقتداء، پیشوا ہو کر ہماری یہ خدمت کرتے ہیں تو ہمیں آپس میں ایک دوسرے کی کس قدر خدمت کرنی چاہیے

(روایت حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ)

گھر کے بھی کسی کام میں مدد کرنے میں آپؑ کو کوئی عار نہیں تھا

مَیں نے حضورؑ کے مکان کے صحن کے دروازہ سے اندر جو جھانکا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص جلدی جلدی چارپائی بُن رہا ہے اور حضور اس کے پاس بیٹھے ہوئے دیا ہاتھ میں لے کر اسے روشنی کر رہے ہیں...... حضورؑ کے یہ اخلاق دیکھ کر مجھ پر اتنا اثر ہوا کہ میرے آنسو نکل آئے۔ اس وقت مَیں حضورؑ کے چہرہ مبارک کو دیکھ کر کہہ رہا تھا کہ یہ چہرہ جھوٹے شخص کا ہرگز نہیں ہو سکتا (ایک روایت)

تھوڑی دیر نہ گزری تھی جو دیکھتا ہوں کہ حضرت صاحب تو مٹی پر بیٹھے ہوئے ہیں اور مرید سارے چادر پر بیٹھے ہوئے ہیں۔...... مَیں دیکھ رہا تھا اور دل ہی دل میں کُڑھ رہا تھا۔ ساتھ ہی ایمان ترقی کر رہا تھا کہ خدا نے کیا مرتبہ دیا ہے اور نفس میں کس قدر انکسار اور فروتنی ہے (ایک روایت)

حضورؑ کا یہ برتاؤ دیکھ کر مَیں حیران رہ گیا کہ کہاں وہ پیر جن کے برابر کوئی بیٹھ نہیں سکتا اور کہاں اللہ تعالیٰ کا مسیح موعودؑ جو ایک ناچیز خادم کو چارپائی کے سرہانے بٹھاتا ہے (ایک روایت)

مَیں ایک دفعہ جاگا تو آپ فرش پر میری چارپائی کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔ مَیں ادب سے گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ آپؑ نے بڑی محبت سے پوچھا آپ کیوں اٹھے؟ مَیں نے عرض کیا کہ آپ نیچے لیٹے ہوئے ہیں۔ مَیں اوپر کیسے سو رہوں۔ مسکرا کر فرمایا: مَیں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا۔ لڑکے شور کرتے تھے انہیں روکتا تھا کہ آپ کی نیند میں خلل نہ آوے۔

(روایت حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ)

’’یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جاوے۔ اگر تم کچھ بھی اس کے لیے نہیں کر سکتے تو کم از کم دعا ہی کرو۔ اپنے تو درکنار مَیں تو یہ کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی ایسے اخلاق کا نمونہ دکھاؤ اور ان سے ہمدردی کرو۔ لاابالی مزاج ہرگز نہیں ہونا چاہیے‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ جب کسی سے ملتے تھے تو مسکراتے ہوئے ملتے تھے اور ساتھ ہی ملنے والے کی ساری کلفتیں دور ہو جاتی تھیں۔ ہر احمدی یہ محسوس کرتا تھا کہ آپ کی مجلس میں جا کر دل کے سارے غم ڈھل جاتے ہیں۔ بس آپ کے مسکراتے ہوئے چہرے پر نظر پڑی اور سارے جسم میں مسرّت کی ایک لہر جاری ہو گئی۔ آپ کی عادت تھی کہ چھوٹے سے چھوٹے آدمی کی بات بھی توجہ سے سنتے تھے اور بڑی محبت سے جواب دیتے تھے۔ ہر آدمی اپنی جگہ سمجھتا تھا کہ حضرت صاحب کو بس مجھی سے زیادہ محبت ہے۔ بعض وقت آدابِ مجلسِ رسول سے ناواقف عامی لوگ دیر دیر تک اپنے لاتعلق قصے سناتے رہتے تھے اور حضرت صاحب خاموشی کے ساتھ بیٹھے سنتے رہتے اور کبھی کسی سے یہ نہ کہتے تھے کہ اب بس کرو

والد صاحب نے اپنی عمر ایک مغل کے طور پر نہیں گذاری بلکہ فقیر کے طور پر گذاری (روایت حضرت مرزا سلطان احمد صاحب)

’’اہلِ تقویٰ کے لیے یہ شرط تھی کہ وہ غربت اور مسکینی میں اپنی زندگی بسر کرے۔ یہ ایک تقویٰ کی شاخ ہے جس کے ذریعہ ہمیں غضب ناجائز کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لیے آخری اور کڑی منزل غضب سے ہی بچنا ہے‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

مَیں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظرِ استخفاف سے دیکھیں۔ خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے اور جس کے اندر حقارت ہے۔ ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جاوے۔ بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے۔ اس کی دلجوئی کرے۔ اس کی بات کی عزّت کرے کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دکھ پہنچے

(حضرت مسیح موعودؑ)

اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب کُل ایک ہی چشمہ سے پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرم و معظّم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہو سکتا۔ خدا کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے (حضرت مسیح موعودؑ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غلامی میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی عاجزی اور انکساری کے واقعات نیز اپنی جماعت کو عجز و انکسار اختیار کرنے کی نصیحت

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 05 جون 2026ء بمطابق 05 احسان 1405 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

گذشتہ خطبہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عجز و انکسار کے واقعات بیان کیے تھے یا آپؑ کی نصائح۔ آج بھی اسی حوالے

سے کچھ واقعات اور آپؑ کی نصائح پیش کروں گا۔

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاقِ حسنہ کا یہ حال تھا کہ قادیان کے جو لوگ ہر وقت آپؑ کے خلاف دشمنی کرنے میں مشغول رہتے تھے اور کوئی دقیقہ فروگذاشت کا نہ چھوڑتے تھے وہ بھی جب آپؑ کے آستانہ پر آئے اور دستک دی تو میں نے دیکھا کہ آپؑ ننگے پیر ہی تشریف لے آئے اور دیکھتے ہی نہایت تلطّف اور مہربانی سے اس کے سلام کا جواب دے کر پوچھتے آپ اچھے تو ہیں اور اس کے سارے گھر کا حال پوچھ کر آپؑ فرماتے آپ کیسے آئے؟ پھر وہ اپنی ضرورت کو پیش کرتا تو آپؑ پوچھتے کتنی ضرورت ہے؟ تو آپؑ اس کی ضرورت سے زیادہ لا کر دیتے اور فرماتے اگر اَور ضرورت ہو تو اَور لے جائیں۔‘‘

(روایات اصحاب احمد جلد 2 صفحہ 395-396)

دشمنوں سے بھی آپؑ کا انتہائی اچھا سلوک تھا اور ان سے بھی ہمیشہ عاجزی سے پیش آئے۔ کبھی تکبر نہیں دکھایا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں انہوں نے منشی ظفر احمد صاحبؓ سے یہ روایت سنی ہے اور مولوی شیر علی صاحبؓ نے ان کو بتایا تھا کہ ’’ایک دفعہ میراں بخش سودائی‘‘ ایک معذور سا انسان تھا دماغی لحاظ سے۔ ’’نے بڑی مسجد سے آتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نام لے کر آواز دی کہ‘‘۔ بڑی بدتمیزی سے نام لیا۔ بہرحال اس میں عقل نہیں تھی تو ایسا ہی نام لینا تھا۔ کہنے لگا ’’اوئے غلام احمدا‘‘ آپؑ اسی وقت کھڑے ہو گئے اور فرمایا ’’جی‘‘۔ کوئی برا نہیں منایا۔ آپؑ نے فرمایا جی کیا کہتے ہو۔ ’’اس نے کہا‘‘ اوسلام تے آکھیا کر۔ ’’یعنی پنجابی میں اس نے کہا پہلے سلام کرو۔ اپنے آپ کو افسر سمجھتا تھا وہ اپنے خیال میں بیچارہ۔‘‘ آپ نے فرمایا ’’السلام علیکم۔‘‘ پھر اس نے کہا ’’معاملہ ادا کر۔‘‘ زمینداروں میں وہاں معاملہ ادا کیا جاتا ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے یہ ایک ٹیکس ہوتا ہے۔ بہرحال ’’حضور نے‘‘ اس کی بات سن کے ’’جیب میں سے رومال نکال کر جس میں......‘‘ سے چار آنے یا آٹھ آنے اسے دے دئے اور ’’وہ خوش ہو کر‘‘ پھر چلا گیا ’’گھوڑیاں گانے لگا۔‘‘ (سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 734 روایت نمبر 805)

گھوڑیاں تعریف کے شعر ہوتے ہیں۔

دماغی طور پر معذور کی باتوں کو بھی آپؑ نے کبھی برا نہیں منایا اور اس کے لیے بھی کھڑے ہو جاتے تھے۔

ماسٹر نذیر حسین صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب کبھی بھی اپنے والد کے ہمراہ قادیان حضورؑ کے پاس میں آیا اور حضورؑ کو اطلاع کرائی گئی کہ حکیم مرہم عیسیٰ صاحب آئے ہیں تو مَیں نے ہمیشہ یہی دیکھا کہ حضورؑ اطلاع ہوتے ہی فوراً باہر تشریف لے آتے اور اس وقت کچھ نہ کچھ کھانے کے لیے بھی پیش فرماتے اور بعض دفعہ یہ بھی ہوتا کہ پہلے خود ہی جا کر کھانا لے کر آتے۔ لکھتے ہیں کہ

حضورؑ ایسی سادگی سے مہمانوں کو ملا کرتے تھے کہ مَیں نے بعض اوقات حضورؑ کو ایسی حالت میں دیکھا ہے کہ حضورؑ کے ہاتھ میں قلم ہوتی اور بعض اوقات حضورؑ پاؤں سے ننگے تشریف لے آتے۔

گھر کے کمرے میں بیٹھے ہوتے تو دروازہ knock ہونے پہ اسی طرح باہر آ جاتے۔ اگر کبھی حضورؑ مسجد میں تشریف فرما ہوتے اور کوئی مہمان آتا تو حضورؑ اس سے اکثر اٹھ کر مصافحہ کرتے۔ اور اگر حضورؑ کسی سے کوئی اَور بات کر رہے ہوتے اور کوئی آ جاتا اور حضورؑ کے پاس بیٹھ کر مصافحہ کرتا تو حضورؑ فوراً اس کی طرف توجہ فرماتے اور اس کا حال وغیرہ پوچھتے۔ الغرض

حضورؑ انتہائی عاجزی سے اپنے آنے والوں کو ریسیو (receive) کیا کرتے تھے۔

(ماخوذ از روایات اصحاب احمد جلد 3 صفحہ 173 روایات حضرت ماسٹر نذیر حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کہتے ہیں کہ ’’مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ میں لاہور سے قادیان آیا ہوا تھا۔ غالباً 1897ء یا 1898ء کا واقعہ ہوگا۔ مجھے حضرت صاحبؑ نے مسجد مبارک میں بٹھایا......‘‘ چھوٹی مسجد تھی اس وقت۔ آپؑ نے فرمایا ’’کہ آپ بیٹھئے میں آپ کے لیے کھانا لاتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپؑ اندر تشریف لے گئے۔ میرا خیال تھا کہ کسی خادم کے ہاتھ کھانا بھیج دیں گے مگر چند منٹ کے بعد جبکہ کھڑکی کھلی تو مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ اپنے ہاتھ سے سینی‘‘ یعنی بڑی پلیٹ، تھال، ٹرے میں کھانا لگا کر ’’اٹھائے ہوئے میرے لیے کھانا لائے ہیں۔ مجھے دیکھ کر فرمایا کہ آپ کھانا کھایئے مَیں پانی لاتا ہوں۔‘‘ کہتے ہیں

’’بے اختیار رقّت سے میرے آنسو نکل آئے کہ جب حضرت ہمارے مقتداء، پیشوا ہو کر ہماری یہ خدمت کرتے ہیں تو ہمیں آپس میں ایک دوسرے کی کس قدر خدمت کرنی چاہیے۔‘‘

(ذکر حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ صفحہ 258)

آپؑ کی سادگی اور عاجزی کی ایک روایت حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایک خاتون مائی بھولی، مائی جیواں کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ ’’ایک بار حضورؑ تشریف لائے تو میں نئی کنک (گندم) بھنا کر لے گئی۔‘‘ اس کے گاؤں میں جہاں گئے تھے۔ ’’آپ نے اپنے ساتھ جو تھے ان کو بانٹ دی۔ خود بھی چکھی اور خوش ہوئے۔ جب حضورؑ سیر کو آیا کرتے تو ہماری کچی مسجد میں آکر نماز اشراق پڑھتے۔ ہم لوگ ساگ روٹی پیش کرتے تو حضور علیہ السلام کبھی برا نہ مناتے اور نہ ہی کراہت کرتے‘‘ بلکہ بڑی خوشی سے مہمان نوازی قبول کرتے۔

(سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 202 روایت نمبر 1318)

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلویؓ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ’’حضرت صاحب اپنے بیٹھنے کی جگہ کھلے کواڑ کبھی نہ بیٹھتے‘‘ دروازہ کھول کے نہیں بیٹھتے تھے بلکہ ہمیشہ دروازہ اندر لاک کر کے بیٹھتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ’’حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب تھوڑی تھوڑی دیر بعد آ کر کہتے ’’ابا کنڈا کھول‘‘ اور حضرت اٹھ کر کھول دیتے۔ مَیں ایک دفعہ حاضر خدمت ہوا۔ حضور بوریئے پر بیٹھے تھے۔ مجھے دیکھ کر آپ نے پلنگ اٹھایا۔ اندر اٹھا کر لے گئے۔ مَیں نے کہا حضور مَیں اٹھا لیتا ہوں۔ آپؑ فرمانے لگے بھاری زیادہ ہے آپ سے نہیں اٹھے گا۔ اور فرمایا آپ پلنگ پر بیٹھ جائیں۔‘‘ پلنگ اٹھا کر آپؑ وہاں لے گئے اور ان کو بٹھایا اور اپنے بارے میں فرمایا کہ ’’مجھے یہاں نیچے آرام معلوم ہوتا ہے‘‘ مَیں نیچے بیٹھوں گا۔ تم پلنگ پر بیٹھو۔ کہتے ہیں ’’پہلے مَیں نے انکار کیا لیکن آپؑ نے فرمایا نہیں آپ بلا تکلّف بیٹھ جائیں۔ پھر میں بیٹھ گیا۔ مجھے پیاس لگی تھی۔ مَیں نے گھڑوں کی طرف نظر اٹھائی وہاں کوئی پانی پینے کا برتن نہ تھا۔ آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا۔ کیا آپ کو پیاس لگ رہی ہے؟ مَیں پانی لاتا ہوں۔ نیچے زنانے سے جا کر آپ گلاس لے آئے۔ پھر فرمایا ذرا ٹھہریئے۔ اور پھر نیچے گئے اور وہاں سے دو بوتلیں شربت کی لے آئے جو منی پور سے کسی نے بھیجی تھیں۔‘‘ کہتے ہیں ’’بہت لذیذ شربت تھا۔ فرمایا کہ ان بوتلوں کو رکھے ہوئے بہت دن ہو گئے کیونکہ ہم نے نیت کی تھی کہ پہلے کسی دوست کو پلا کر پھر خود پئیں گے۔ آج مجھے یاد آ گیا۔ چنانچہ آپ نے گلاس میں شربت بنا کر مجھے دیا۔‘‘ یہ تحفہ جو آیا تھا آپؑ نے کہا پہلے مَیں کسی دوست کو پلاؤں گا پھر پیوں گا۔ کہتے ہیں کہ ’’میں نے کہا پہلے حضور اس میں سے تھوڑا سا پی لیں۔‘‘ گلاس میں شربت بنا کر جب ان کو دیا تو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کہا آپ پی لیں پہلے ’’تو پھر میں پیوں گا۔ آپ نے ایک گھونٹ پی کر مجھے دے دیا اور مَیں نے پی لیا۔ میں نے شربت کی تعریف کی۔ آپؑ نے فرمایا کہ ایک بوتل آپ لے جائیں اور ایک باہر دوستوں کو پلا دیں۔ آپ نے ان دونوں بوتلوں میں سے وہی ایک گھونٹ پیا ہوگا۔ مَیں آپ کے حکم کے مطابق بوتلیں لے کر چلا آیا۔‘‘

(اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 168-169)

اسی طرح حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ عائشہ صاحبہ بنت احمد جان صاحب نے بیان کیا کہ 1906ء میں جب میری والدہ مرحومہ فوت ہو گئی تھیں تو مجھے اماں جی اہلیہ حضرت خلیفہ اوّلؓ اپنے گھر لے گئیں۔ ناشتہ وغیرہ کرایا۔ پھر چار پانچ یوم کے بعد حضرت ام المومنینؓ مجھے اپنے گھر لے آئیں۔ جہاں اب اماں جان، یہ جگہ بتا رہی ہیں کہ جہاں اب اوپر باورچی خانہ ہے وہاں اماں جانؓ اپنے گھر میں میرا سر دھلوا رہی تھیں تو ایک عورت میرے سر میں پانی ڈالتی تھی اور اماں جان اس بچی کا جس کی والدہ فوت ہو گئی تھی سر دھلوا رہی تھیں۔ اور کہتی ہیں حضرت ام المومنینؓ میرے سر کو صابن سے ملتیں اور دھوتی تھیں۔ وہ عورت جو تھی وہ زیادہ پانی ڈال دیتی تھی۔ حضور علیہ السلام اس جگہ ٹہل رہے تھے۔ انہوں نے جب دیکھا تو اس عورت سے لوٹا لے کر میرے سر پر پانی ڈالنا شروع کر دیا اور آہستہ آہستہ پانی ڈالتے جاتے تھے اور حضرت اماں جان ام المومنینؓ کنگھی کرتی جاتی تھیں۔ حضورؑ فرماتے تھے کہ اس طرح جوئیں نکل جائیں گی۔ (ماخوذ از سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 285 روایت نمبر 1509)

ہو سکتا ہے سر میں جوئیں بھی پیدا ہو گئی ہوں۔ کافی دیر سے ان کی والدہ بیمار تھیں پھر فوت ہو گئیں۔ کوئی احتیاط کرنے والا نہیں تھا۔ بہرحال اس وجہ سے جوئیں پڑ گئی ہوں گی یا ان علاقوں میں ویسے ہی پڑ جایا کرتی تھیں۔ بہرحال آپؑ نے فرمایا کہ اس طرح سر دھولو، اس طرح کنگھی پھیرتے جاؤ تو جوئیں نکل جائیں گی۔

گھر کے بھی کسی کام میں مدد کرنے میں آپؑ کو کوئی عار نہیں تھا۔

مفتی محمد صادق صاحب کہتے ہیں کہ ’’ایک دفعہ میں وضوء کے واسطے پانی کی تلاش میں لوٹا ہاتھ میں لیے اس دروازے کے اندر گیا جو مسجد مبارک میں سے حضرت صاحبؑ کے اندرونی مکانات کو جاتا ہے تا کہ وہاں حضرت صاحبؑ کے کسی خادم کو لوٹا دے کر پانی اندر سے منگواؤں۔ اتفاقاً اندر سے حضرت صاحبؑ تشریف لائے۔ مجھے کھڑا دیکھ کر فرمایا آپ کو پانی چاہیے؟ مَیں نے عرض کی ہاں حضور۔ حضورؑ نے لوٹا میرے ہاتھ سے لے لیا اور فرمایا مَیں لا دیتا ہوں اور خود اندر سے پانی ڈال کر لے آئے اور مجھے عطاء فرمایا۔‘‘ (ذکر حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ صفحہ 257-258)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ مراد خاتون صاحبہ اہلیہ محترمہ محترم ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ مرحوم و مغفور نے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت ام المومنینؓ اور سب نے مل کر آم کھائے۔ آم کا موسم تھا۔ چوسنے والے آم اس زمانے میں زیادہ ہوتے تھے۔ تو صحن میں چھلکوں اور گٹھلیوں کے دو تین ڈھیر لگ گئے۔ بہت ساری عورتیں بیٹھی تھیں۔ ان پر بہت سی مکھیاں بھی آنی شروع ہو گئیں۔ عورتیں باتوں میں مصروف ہو گئیں اور صفائی کا اس وقت خیال نہیں آیا۔ کہتے ہیں کہ اس وقت میں بھی وہاں بیٹھی تھی کچھ خادمات بھی موجود تھیں۔ کام کرنے والی بھی، خدمت کرنے والی عورتیں موجود تھیں۔ اس دوران حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے اور آپ نے جب یہ دیکھا تو خود ایک لوٹے میں فنائل ڈال کر سب صحن میں چھلکوں کے ڈھیروں پر اپنے ہاتھ سے ڈالی تا کہ مکھیاں وغیرہ چلی جائیں اور گند صاف ہو۔ بو نہ آئے۔ (ماخوذ از سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 261 روایت نمبر 1470)

بجائے کسی کو کچھ کہنے کے اپنے عمل سے ہی دکھا دیا کہ گندگی کی صفائی جلدی کرنی چاہیے۔ اس میں جہاں آپؑ کی عاجزی نظر آتی ہے وہاں حفظان صحت کی طرف توجہ بھی نظر آتی ہے۔

ایک وفد جس میں لاہور کے کچھ معززین جن میں ڈاکٹر علامہ اقبال اور سر شہاب الدین وغیرہ بھی شامل تھے حضرت

اقدسؑ سے ملاقات کے لے آئے اور اس ملاقات کا حال بیان کرتے ہوئے بابو غلام محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ’’رات کو کھانا کھانے کے بعد جب چارپائیاں تقسیم ہوئیں تو مَیں نے مضبوط اور بڑی چارپائی لے لی مگر چوہدری شہاب الدین صاحب نے (جو بعد میں سر شہاب الدین کہلائے) میرا بستر اس سے اٹھا کر میری چارپائی پر قبضہ کر لیا۔ حضرت صاحبؑ تشریف لائے۔ ہر ایک سے دریافت فرمایا کہ آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں؟ ہر شخص نے کہا کہ حضور! مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ لیکن جب میرے پاس پہنچے تو میں پریشان کھڑا تھا کیونکہ میری چارپائی پر چوہدری شہاب الدین صاحب قبضہ کر چکے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور! میری چارپائی چوہدری شہاب الدین نے چھین لی ہے اور میں حیران ہوں کہ کہاں سوؤں۔ فرمایا ٹھہریئے! مَیں آپ کے لیے اَور چارپائی لاتا ہوں۔‘‘ کہتے ہیں ’’چنانچہ حضرت صاحبؑ تشریف لے گئے۔ مگر جب کافی دیر گذر گئی اور چارپائی نہ آئی تو

مَیں نے حضورؑ کے مکان کے صحن کے دروازہ سے اندر جو جھانکا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص جلدی جلدی چارپائی بُن رہا ہے اور حضور اس کے پاس بیٹھے ہوئے دیا ہاتھ میں لے کر’ لیمپ لے کر‘ اسے روشنی کر رہے ہیں۔

حضورؑ کی یہ حالت دیکھ کر مجھے بہت شرم آئی۔ مَیں آگے بڑھا’ دروازہ کھلا ہی تھا‘ اور عرض کی کہ حضور! دیا مجھے پکڑا دیں’ یہ لیمپ مجھے پکڑا دیں‘ مگر حضورؑ نے فرمایا کہ اب تو ایک ہی پھیرا باقی ہے۔

حضورؑ کے یہ اخلاق دیکھ کر مجھ پر اتنا اثر ہوا کہ میرے آنسو نکل آئے۔ اس وقت مَیں حضورؑ کے چہرہ مبارک کو دیکھ کر کہہ رہا تھا کہ یہ چہرہ جھوٹے شخص کا ہرگز نہیں ہو سکتا۔‘‘

(لاہور تاریخ احمدیت صفحہ 217-218)

’’آپ کے خادم مرزا اسماعیل بیگ مرحوم کی شہادت ہے کہ جب حضرت اقدسؑ اپنے والد بزرگوار کے ارشاد کے ماتحت بعثت سے قبل مقدمات کی پیروی کے لیے جایا کرتے تھے تو سواری کے لیے گھوڑا بھی ساتھ ہوتا تھا اور مَیں بھی عموماً ہمرکاب ہوتا تھا لیکن جب آپ چلنے لگتے تو آپ پیدل ہی چلتے اور مجھے گھوڑے پر سوار کرا دیتے۔‘‘ جو خادم تھا اس کو گھوڑے پر سوار کر دیتے اور آپؑ پیدل چلتے۔ کہتے ہیں ’’مَیں بار بار انکار کرتا اور عرض کرتا حضور! مجھے شرم آتی ہے۔ آپؑ فرماتے کہ ’’ہم کو پیدل چلتے شرم نہیں آتی۔ تم کو سوار ہوتے کیوں شرم آتی ہے۔‘‘ جب حضرتؑ قادیان سے چلتے تو ہمیشہ پہلے مجھے سوار کراتے جب نصف سے کم یا زیادہ راستہ طے ہو جاتا تو میں اتر پڑتا اور آپؑ سوار ہو جاتے اور اسی طرح جب عدالت سے واپس ہونے لگتے تو پہلے مجھے سوار کراتے اور بعد میں آپؑ سوار ہوتے۔ جب آپؑ سوار ہوتے تو گھوڑا جس چال سے چلتا اسی چال سے چلنے دیتے‘‘ تا کہ میں ساتھ ساتھ چل رہا ہوں تو مجھے تکلیف نہ ہو۔

(حیات طیبہ از عبدالقادر صاحب سابق سوداگرمل صفحہ 16)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ مولوی شیر علی صاحبؓ نے مجھے بیان کیا کہ ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب مولوی محمد علی صاحب سے کوئی بات وغیرہ دریافت کرنی ہوتی تھی تو آپؑ بجائے اس کے کہ ان کو اپنے پاس بلا بھیجتے خود مولوی صاحب کی کوٹھری میں‘ جو چھوٹا سا کمرہ تھا، ’’تشریف لے آیا کرتے تھے‘‘ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کہتے ہیں کہ مَیں عرض کرتا ہوں کہ ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں مولوی محمد علی صاحب آپ کے مکان کے ایک حصہ میں رہائش رکھا کرتے تھے۔‘‘ حضرت مسیح موعود نے اپنے مکان کا ایک کمرہ مولوی محمد علی صاحب کو دیا ہوا تھا‘‘ اور ان کا کام کرنے کا دفتر اسی چھوٹی سی کوٹھری میں ہوتا تھا جو مسجد مبارک کے ساتھ جانب شرق واقع ہے۔‘‘ (سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 357 روایت نمبر 394)

وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود ان کے پاس چلے جایا کرتے تھے۔ افسوس یہ ہے کہ مولوی صاحب نے حضورؑ کی عاجزی سے جو سبق لینا تھا وہ نہ لیا اور آخر میں بڑائی نے ان کو نقصان پہنچایا۔

ایڈیٹر الحکم

حضرت مسیح موعودؑ کی سادگی

کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں کہ

’’آپؑ سیر کو نکلتے ہیں تو کوئی تمیز نہیں ہوتی کہ کوئی آگے نہ بڑھے بلکہ بسا اوقات جلیل القدر اصحاب کو خیال پیدا ہوتا ہے کہ خاک اڑتی ہے اور حضرت اقدس پیچھے ہیں۔‘‘ چلنے سے مٹی اُڑ رہی ہے کچی سڑکیں تھی ’’مگر حضرت حجۃ اللہ نے کبھی اس قسم کا خیال بھی نہیں فرمایا۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پیچھے سے لوگ چلے آتے ہیں اور اعلیٰ حضرت کو ٹھوکر لگ گئی ہے یا جوتی نکل گئی ہے‘‘ یعنی کسی کا پاؤں لگ گیا’’ یا چھڑی گر گئی ہے‘‘ ٹھوکر لگنے سے ’’مگر کبھی کسی نے نہیں دیکھا یا سنا ہوگا کہ آپ نے کوئی ملال ظاہر کیا ہو یا کسی خاص وضع کو پسند کیا ہو۔‘‘ یہ بھی نہیں کہا کہ تمہیں خیال نہیں آتا۔ ’’مسجد میں بہت مرتبہ ایسا ہوا کہ آپؑ صحابہؓ کے زمرہ میں بیٹھے ہیں اور کوئی اجنبی آیا ہے تو اس نے بڑھ کر مولانا مولوی عبدالکریم صاحب یا حضرت حکیم الامت سے اوّل مصافحہ کیا اور حضرت مسیح’’ موعود‘‘ آپ کو سمجھا تو ان بزرگوں نے زبان سے بتایا‘‘ لوگوں کو بتاتے تھے’’ کہ حضرت صاحب یہ ہیں۔‘‘ غرض

اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو ہی ہمیشہ اپنا عمل بنایا اور وہی نمونہ آپؑ نے دکھایا۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 270 حاشیہ، ایڈیشن 2022ء)

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی ایک روایت ہے کہ ’’نواب محمد علی خاں صاحبؓ آف مالیر کوٹلہ کی بیگم صاحبہ کا انتقال ہو گیا تو حضرت اقدسؑ جنازہ کے ساتھ قبرستان تشریف لے گئے۔ نماز جنازہ خود پڑھائی۔ قبر ابھی تیار نہ تھی۔ مَیں بھی جنازہ کے ساتھ تھا۔ لوگ قبر دیکھنے میں مشغول ہو گئے۔‘‘ کہتے ہیں ’’مَیں بھی اسی طرف متوجہ ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں جو دیکھتا ہوں تو حضرت صاحب ندارد۔‘‘ وہاں نہیں تھے۔ ’’گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھا تو باغ میں ایک طرف اکیلے زمین پر بیٹھے ہوئے نظر پڑے۔ مَیں نے جلدی سے ایک درخت کے نیچے سفید چادر بچھائی اور حضرت سے جا کر عرض کی کہ یہاں تو دھوپ ہے وہاں درخت کے سایہ میں تشریف لے چلیے۔‘‘ آپؑ ’’فرمانے لگے۔ ہاں یہ ٹھیک ہے۔ آپ درخت کے سایہ میں اس چادر پر بیٹھ گئے۔ قریب ہی میں بیٹھ گیا۔‘‘ کہتے ہیں ’’تھوڑی دیر میں لوگوں نے جو دیکھا کہ حضرت صاحب درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں تو لوگ وہیں آنا شروع ہو گئے۔ اب جو آتا حضرت اقدس اسے فرماتے‘‘ آیئے آیئے یہاں بیٹھیے’’ اور خود پیچھے کھسک جاتے۔ اور اسے چادر پر بٹھا لیتے‘‘ آنے والے کو۔ ’’لوگ آتے گئے اور حضرت صاحب پیچھے......‘‘ ہو کر ’’لوگوں کو چادر پر بٹھاتے گئے۔ یہاں تک کہ

تھوڑی دیر نہ گزری تھی جو دیکھتا ہوں کہ حضرت صاحب تو مٹی پر بیٹھے ہوئے ہیں اور مرید سارے چادر پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

آنے والوں کو تو زیارت اور ملاقات کے ذوق وشوق میں یہ نظر نہ آیا‘‘ کہ کیا ہو رہا ہے کہ حضرت صاحب نیچے چلے گئے ہیں اور ہم چادر پہ بیٹھے ہیں ’’مگر‘‘ کہتے ہیں

’’مَیں دیکھ رہا تھا اور دل ہی دل میں کُڑھ رہا تھا۔ ساتھ ہی ایمان ترقی کر رہا تھا کہ خدا نے کیا مرتبہ دیا ہے اور نفس میں کس قدر انکسار اور فروتنی ہے۔‘‘ (مجدد اعظم ڈاکٹر بشارت احمد حصہ دوم صفحہ 1293-1294)

جن دنوں عبداللہ آتھم کے ساتھ امرتسر میں مباحثہ ہو رہا تھا ان دنوں کا ایک واقعہ منشی ظفر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں غالباً کریم بخش ایک رئیس کی کوٹھی پر ہم ٹھہرے ہوئے تھے تو کرنل الطاف علی خان ہمارے ساتھ ہو لیے اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں حضرت صاحب سے تخلیے میں، علیحدگی میں ملنا چاہتا ہوں۔ کرنل صاحب کوٹ پتلون پہنے اور داڑھی مونچھ منڈوائے ہوئے تھے کلین شیو تھے۔ میں نے کہا کہ آپ اندر چلے جایئے۔ باہر سے ہم کسی کو اندر نہ آنے دیں گے۔ چنانچہ کرنل صاحب اندر چلے گئے اور آدھے گھنٹے کے قریب وہاں حضرت صاحب کے پاس تخلیے میں رہے۔ کرنل صاحب جب باہر آئے تو چشم پُرآب تھے۔ آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ مَیں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے کیا باتیں کی ہیں جو ایسی حالت ہو گئی ہے۔ کہنے لگے کہ جب میں اندر گیا تو حضرت صاحب اپنے خیال میں بوریے پر بیٹھے ہوئے تھے حالانکہ بوریہ پر صرف آپ کا گھٹنا ہی تھا اور باقی حصہ زمین پر تھا۔ مَیں نے کہا حضور زمین پر بیٹھے ہیں تو حضورؑ نے یہ سمجھا کہ غالباً مَیں یعنی کرنل صاحب بوریے پر بیٹھنا پسند نہیں کرتا۔ اس لیے حضور نے اپنا صافہ بوریے پر بچھا دیا اپنا کپڑا جو تھا یا پگڑی کا حصہ کھول کے۔ کہتے ہیں اس کپڑے کو بھی بہرحال زمین پر بچھایا اور کرنل صاحب کو کہا کہ آپ یہاں بیٹھ جائیں۔ شاید آپ بوریے پر بیٹھنا نہیں چاہتے تو اپنا کپڑا سر سے اتار کے کہا کہ لیں یہاں کپڑا بچھا دیتا ہوں۔ اس پر بیٹھ جائیں۔ یہ حالت دیکھ کر کرنل صاحب کہتے ہیں میرے آنسو نکل پڑے اور مَیں نے عرض کیا کہ اگرچہ مَیں ولایت میں Baptize ہو چکا ہوں۔ یعنی عیسائیت قبول کر چکا ہوں مگر اتنا بے ایمان نہیں ہوا کہ حضور کے صافے پر بیٹھ جاؤں۔ حضورؑ فرمانے لگے کچھ مضائقہ نہیں۔ کوئی حرج نہیں۔ آپ بلا تکلف بیٹھ جائیں۔ بہرحال کہتے ہیں مَیں صافے کو ہاتھ سے ہٹا کر بوریہ پر بیٹھ گیا اور مَیں نے اپنا حال سنانا شروع کیا کہ مَیں شراب بہت پیتا ہوں اور دیگر گناہ بھی کرتا ہوں۔ خدا رسول کا نام نہیں جانتا لیکن مَیں آپ کے سامنے اس وقت عیسائیت سے توبہ کر کے مسلمان ہوتا ہوں۔ یہ سب کچھ ہونے کے باوجود میں عیسائی ہو گیا تھا لیکن اب میں آپ کی یہ حالت دیکھ کر آپ کی باتیں سن کے مسلمان ہوتا ہوں مگر جو عیوب مجھے لگ گئے ہیں ان کو چھوڑنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔

حضورؑ نے فرمایا: استغفار پڑھا کرو اور پنجگانہ نماز پڑھنے کی عادت ڈالو۔ یہ نسخہ ہے۔ اگر برائیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ دین سے انسان ہٹ گیا ہے تو استغفار بہت پڑھے اور نمازوں پہ زور دے۔

کہتے ہیں جب تک میں حضورؑ کے پاس بیٹھا رہا میری حالت دگرگوں ہوتی رہی اور مَیں روتا رہا اور اسی حالت میں اقرار کر کے کہ مَیں استغفار اور نماز ضرور پڑھا کروں گا۔ یہ مَیں نے اقرار کیا اور آپ کی اجازت لے کر آ گیا۔ وہ اثر میرے دل پر اب تک ہے۔ یہ کرنل صاحب اسی مباحثے (مباحثہ آتھم) میں شریک ہوئے تھے اور عیسائیوں کی طرف بیٹھا کرتے تھے لیکن فطرت ان کی نیک تھی اللہ تعالیٰ نے اثر کیا اور انہوں نے دوبارہ اسلام قبول کر لیا۔

(ماخوذ از اصحابِ احمد جلد 4 صفحہ 150-151)

مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ بیان کرتے ہیں ’’(1896ء کا غالباً کا واقعہ ہے کیونکہ 1900ء میں آپ نے یہ بیان شائع کیا تھا۔)‘‘ چار سال پہلے کی بات بتا رہے ہیں ’’کہ آپ کے گھر کے لوگ لودہانہ گئے ہوئے تھے۔ جون کا مہینہ تھا۔ مکان نیا نیا بنا تھا۔ میں دوپہر کے وقت وہاں چارپائی بچھی ہوئی تھی اس پر لیٹ گیا۔ حضرت ٹہل رہے تھے۔

مَیں ایک دفعہ جاگا تو آپ فرش پر میری چارپائی کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔ مَیں ادب سے گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ آپؑ نے بڑی محبت سے پوچھا آپ کیوں اٹھے؟ مَیں نے عرض کیا کہ آپ نیچے لیٹے ہوئے ہیں۔ مَیں اوپر کیسے سو رہوں۔ مسکرا کر فرمایا: مَیں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا۔ لڑکے شور کرتے تھے انہیں

روکتا تھا کہ آپ کی نیند میں خلل نہ آوے۔‘‘

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ صفحہ 147)

حضرت منشی امام دین صاحبؓ نے اپنی بیعت کے وقت کا نظارہ بیان کیا ہے کہ

’’مَیں نے 1894ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پہ بیعت کی۔ شام کی نماز کے وقت اخویم منشی عبدالعزیز صاحبؓ اور بھائی جمال الدین صاحبؓ سیکھوانی میرے ساتھ تھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد منشی صاحب موصوف نے میری طرف اشارہ کر کے (حضرت اقدسؑ کی خدمت میں) عرض کیا حضورؑ! ان کی بیعت لے لیں۔ حضورؑ نے فرمایا اندر آ جائیں۔ جب میں اکیلا بیت الفکر میں گیا تو حضورؑ ایک چارپائی کی پائنتی کی طرف بیٹھ گئے اور مجھے چارپائی کے سرہانے بیٹھنے کا ارشاد فرمایا۔ مَیں پہلے تو جھجکا مگر حضورؑ کے دوبارہ ارشاد فرمانے پر بیٹھ گیا اور حضورؑ نے بیعت لی۔

حضورؑ کا یہ برتاؤ دیکھ کر مَیں حیران رہ گیا کہ کہاں وہ پیر جن کے برابر کوئی بیٹھ نہیں سکتا اور کہاں اللہ تعالیٰ کا مسیح موعودؑ جو ایک ناچیز خادم کو چارپائی کے سرہانے بٹھاتا ہے‘‘

جو اچھا حصہ ہے اس پر بٹھاتا ہے۔ ’’اخویم منشی عبدالعزیز صاحبؓ گو کمرے کے اندر داخل نہیں ہوئے تھے لیکن باہر سے یہ نظارہ‘‘ وہ بھی ’’دیکھ رہے تھے۔‘‘ (اصحاب احمد جلد 1 صفحہ 112)

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ منشی اروڑا صاحبؓ مرحوم اور مَیں نے لدھیانہ میں حضورؑ کی خدمت میں عرض کی کہ کبھی حضور کپورتھلہ میں تشریف لائیں۔ ان دنوں کپورتھلہ میں ریل نہ آئی تھی۔ حضورؑ نے وعدہ فرمایا کہ ہم ضرور کبھی آئیں گے۔ اس کے بعد جلد ہی حضور بغیر اطلاع دیے ایک دن کپورتھلہ تشریف لے آئے اور یکہ خانہ سے اتر کر جس ٹانگے پر، گھوڑا گاڑی پہ گئے تھے اس سے اتر کر مسجد فتح والی نزدیکہ خانہ کپورتھلہ میں تشریف لے گئے۔ فتح والی مسجد تھی۔ حافظ حامد علی صاحب ساتھ تھے۔ مسجد سے حضورؑ نے وہاں کا جو ملّا تھا اس کو بھیجا۔ غیر احمدی تھا کہ منشی اروڑا صاحب یا منشی ظفر احمد صاحب کو ہمارے آنے کی اطلاع کر دو۔ کہتے ہیں مَیں اور منشی اروڑا صاحب کچہری میں تھے۔ کورٹ میں کام کیا کرتے تھے۔ زود نویس تھے کہ ملّا نے آ کر اطلاع دی کہ مرزا صاحب مسجد میں تشریف فرما ہیں اور انہوں نے مجھے بھیجا ہے کہ اطلاع کر دو۔ منشی اروڑا صاحب نے بڑی تعجب آمیز ناراضگی کے لہجے میں پنجابی میں کہا دیکھوتاں تیری مسیت وچ آ کے مرزا صاحب نے ٹھہرنا سی۔ کہ تمہاری مسجد میں آ کے مرزا صاحب ٹھہریں گے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ جھوٹ نہ بولو۔ تو مَیں نے کہا چل کر دیکھنا تو چاہیے۔ منشی ظفر صاحب نے کہا۔ پھر منشی صاحب جلدی سے صافہ یعنی (پگڑی) باندھ کر میرے ساتھ چل پڑے۔ مسجد میں جا کر دیکھا کہ حضورؑ فرش پر لیٹے ہوئے تھے اور حافظ حامد علی صاحب پاؤں دبا رہے تھے اور پاس ایک پیالہ اور چمچہ رکھا تھا......جس سے معلوم ہوا کہ شاید آپ نے دودھ پیا ہے یا کوئی روٹی اس میں بھگو کے کھائی ہے۔ منشی اروڑا صاحب نے عرض کی کہ حضورؑ نے اس طرح تشریف لانی تھی۔ ہمیں اطلاع فرماتے۔ ہم کرتار پور سٹیشن پر حاضر ہوتے۔ حضورؑ نے جواب دیا۔ اطلاع دینے کی کیا ضرورت تھی۔ ہم نے آپ سے وعدہ کیا تھا وہ پورا کرنا تھا۔ سو وہ کر دیا۔

(ماخوذ از اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 141-142)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور مَیں نماز میں مصروف ہوں۔ میرے کان میں اس کی آواز پہنچ جاوے تو مَیں تو یہ چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر بھی اگر اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہوں تو فائدہ پہنچاؤں اور جہاں تک ممکن ہے اس سے ہمدردی کروں۔

یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جاوے۔ اگر تم کچھ بھی اس کے لیے نہیں کر سکتے تو کم از کم دعا ہی کرو۔ اپنے تو درکنار مَیں تو یہ کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی ایسے اخلاق کا نمونہ دکھاؤ اور ان سے ہمدردی کرو۔ لا ابالی مزاج ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔‘‘

یہ صرف نصیحت نہیں بلکہ آپؑ کے جتنے واقعات سنائے ہیں ان میں خود آپؑ کا یہی طرز عمل تھا۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آگے لکھتے ہیں کہ

’’ایک مرتبہ میں باہر سیر کو جا رہا تھا۔ ایک پٹواری عبدالکریم میرے ساتھ تھا۔ وہ ذرا آگے تھا اور مَیں پیچھے۔ راستہ میں ایک بڑھیا کوئی 70 یا 75 برس کی ضعیفہ ملی۔ اس نے ایک خط اسے‘‘ اس پٹواری کو’’ پڑھنے کو کہا مگر اس نے اس کو جھڑکیاں دے کر ہٹا دیا۔‘‘ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کہتے ہیں ’’میرے دل پر چوٹ سی لگی‘‘ اس سے۔ میں آگے وہاں اس کے قریب آیا تو ’’اس نے وہ خط مجھے دیا۔ مَیں اس کو لے کر ٹھہر گیا اور اس کو پڑھ کر اچھی طرح سمجھا دیا۔ اس پر اسے بہت شرمندہ ہونا پڑا کیونکہ ٹھہرنا تو پڑا اور ثواب سے بھی محروم رہا۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 415-416، ایڈیشن 2022ء)

اگر عاجزی سے خط پڑھ دیتا تو اچھا تھا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان فرماتے ہیں:

’’خاکسار عرض کرتا ہے کہ

حضرت مسیح موعودؑ جب کسی سے ملتے تھے تو مسکراتے ہوئے ملتے تھے اور ساتھ ہی ملنے والے کی ساری کلفتیں‘‘، یعنی تکلیفیں ’’دور ہو جاتی تھیں۔‘‘ آپ کی مسکراہٹ دیکھ کے۔ ’’ہر احمدی یہ محسوس کرتا تھا کہ آپ کی مجلس میں جا کر دل کے سارے غم دھل جاتے ہیں۔ بس آپ کے مسکراتے ہوئے چہرے پر نظر پڑی اور سارے جسم میں مسرّت کی ایک لہر جاری ہو گئی۔ آپ کی عادت تھی کہ چھوٹے سے چھوٹے آدمی کی بات بھی توجہ سے سنتے تھے اور بڑی محبت سے جواب دیتے تھے۔ ہر آدمی اپنی جگہ سمجھتا تھا کہ حضرت صاحب کو بس مجھی سے زیادہ محبت ہے۔ بعض وقت آدابِ مجلسِ رسول سے ناواقف‘‘ آدمی۔ رسولوں کی جو مجلس ہے ان کے آداب سے ناواقف لوگ ’’عامی لوگ دیر دیر تک اپنے لاتعلق قصے سناتے رہتے تھے اور حضرت صاحب خاموشی کے ساتھ بیٹھے سنتے رہتے اور کبھی کسی سے یہ نہ کہتے تھے کہ اب بس کرو۔‘‘ (سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 227 روایت نمبر 247)

’’ایک شخص حضرت کی خدمت میں آیا اس نے سر نیچے جھکا کر آپ کے پاؤں پر رکھنا چاہا۔ حضرت نے ہاتھ کے ساتھ اس کے سر کو ہٹایا اور فرمایا: یہ طریق جائز نہیں۔ السلام علیکم کہنا اور مصافحہ کرنا چاہیے۔‘‘

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 168، ایڈیشن 2022ء)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ لکھتے ہیں کہ ’’کشمیر سے ایک احمدی لمبے قد کا غریب آدمی نہایت اخلاص کے ساتھ اپنے گاؤں سے قادیان تک سارا راستہ پیدل چلتا ہوا آیا کرتا تھا۔ اس کا نام غالباً اکل جو تھا۔ وہ ایک دفعہ قادیان میں آیا ہوا تھا جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک صبح سیر پر جانے کے واسطے باہر تشریف لائے۔ چوک میں وہ کشمیری بھی کھڑا تھا جب اس نے حضرت صاحبؑ کو دیکھا تو فرطِ محبت میں روتا ہوا آپ کے پاؤں پر سر رکھ دیا۔ آپ نے جھک کر اسے اٹھایا اور فرمایا: یہ ناجائز ہے۔ انسان کو سجدہ نہیں کرنا چاہیے۔‘‘

(ذکر حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحب صفحہ 162)

یعنی کسی شخص کو کبھی سجدہ نہیں کرنا چاہیے۔ اس کے پاؤں پہ نہیں جھکنا چاہیے۔

اسی طرح حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ لکھتے ہیں: ’’ایک دفعہ ایک شخص جو دنیا کے فقیروں اور سجادہ نشینوں کا شیفتہ‘‘ تھا یعنی ان کا عاشق تھا ’’اور خُوکردہ تھا‘‘ ان کی مجلسوں میں بیٹھنے کی اس کو عادت پڑی ہوئی تھی۔ پیروں سجادہ نشینوں کی مجلسوں کی اُسے عادت تھی۔ کہتے ہیں وہ ’’ہماری مسجد میں آیا۔ لوگوں کو آزادی سے آپؑ سے گفتگو کرتے دیکھ کر حیران ہو گیا۔ آپؑ سے کہا کہ آپ کی مسجد میں ادب نہیں!‘‘ وہ شخص جو پیروں کی مجلس سے اٹھ کے آیا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہنے لگا کہ آپ کی مسجد میں تو ادب کوئی نہیں ہے۔ ’’لوگ بے محابا‘‘ بیٹھے ہیں اور بے خوف اور بے دھڑک بیٹھے ہیں اور ’’بات چیت آپ سے کرتے ہیں‘‘ یعنی کہ عزّت احترام آپ کا نہیں کر رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ

’’میرا یہ مسلک نہیں کہ مَیں ایسا تُند خو اور بھیانک بن کر بیٹھوں کہ لوگ مجھ سے ایسے ڈریں جیسے درندہ سے ڈرتے ہیں اور مَیں بُت بننے سے سخت نفرت کرتا ہوں۔ مَیں تو بُت پرستی کے ردّ کرنے کو آیا ہوں نہ یہ کہ مَیں خود بُت بنوں اور لوگ میری پوجا کریں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مَیں اپنے نفس کو دوسروں پر ذرا بھی ترجیح نہیں دیتا۔ میرے نزدیک متکبر سے زیادہ کوئی بُت پرست اور خبیث نہیں۔ متکبر کسی خدا کی پرستش نہیں کرتا بلکہ وہ اپنی پرستش کرتا ہے۔‘‘

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت یعقوب علی عرفانی صاحبؓ صفحہ 314)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ منشی ظفر احمد صاحبؓ کی ایک روایت بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ’’ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دہلی سے واپسی پر امرتسر اترے۔ حضرت ام المومنینؓ بھی ہمراہ تھیں۔ حضورؑ نے ایک صاحبزادے کو جو غالباً میاں بشیر احمد صاحب تھے گود میں لیا اور ایک وزنی بیگ دوسری بغل میں لیا۔‘‘ یعنی ایک طرف بچہ اٹھایا، دوسری طرف بیگ اٹھایا ’’اور مجھے فرمایا آپ پاندان لے لیں۔‘‘ یہ بھی ساتھ تھے۔ ان کو فرمایا کہ پاندان جو چھوٹا سا ہے وہ آپ اٹھا لیں۔ ’’مَیں نے کہا حضور! مجھے یہ بیگ دے دیں۔ آپؑ نے فرمایا نہیں۔ ایک دو دفعہ میرے کہنے پر حضورؑ نے یہی فرمایا تو میں نے‘‘ بہر حال ’’پاندان اٹھا لیا اور ہم چل پڑے۔ اتنے میں دو تین جوان عمر انگریز جو اسٹیشن پر تھے انہوں نے مجھ سے کہا کہ حضور سے کہو ذرا کھڑے ہو جائیں۔ چنانچہ مَیں نے عرض کی کہ حضور یہ چاہتے ہیں کہ حضور ذرا کھڑے ہو جائیں۔ حضور کھڑے ہو گئے‘‘ انگریز تھے وہاں اسٹیشن پہ۔ ’’اور انہوں نے اسی حالت میں حضورؑ کا فوٹو لے لیا‘‘ ایک بچہ بھی اٹھایا ہوا تھا۔ سامان اٹھایا ہوا تھا۔ انہوں نے تصویر کھینچ لی۔ وہ تصویر کھینچنا چاہتے تھے۔ باوجود اتنی سادگی کے وہ لوگ آپ کی شخصیت سے متاثر ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس بزرگ کی تصویر لیں۔ (سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 58-59 روایت نمبر 1073)

حضرت ملک مولا بخش صاحبؓ بیان کرتے ہیں ’’ایک صاحب میاں جان محمد نام ہمارے گھر کے سامنے امرتسر میں رہتے تھے۔ وہ بہت باتونی تھے۔ حضرت اقدسؑ کی کتاب سرمہ چشم آریہ کے عملاً حافظ تھے اور باوجود اَن پڑھ ہونے کے آریوں سے خوب بحث کیا کرتے تھے۔ ان کو مراق کی مرض ہو گئی‘‘ ڈپریشن اور جنونی حالت ہو جاتی تھی۔ ’’جو بھی ملتا اس کو‘‘ کافی دیر کھڑا کر کے ’’اپنی مرض کے لمبے (چوڑے) حالات سناتے تھے۔ لوگ تنگ آ جاتے اور ان کی

باتیں سننے سے گریز کرتے۔ ان کو کسی نے کہا تم قادیان جاؤ اور (حضرت) مولوی حکیم نورالدین صاحبؓ سے علاج کرواؤ۔ انہوں نے کہا کہ وہ بڑے آدمی ہیں۔ میری داستان کب سنیں گے؟'' کہتے ہیں حضرت خلیفہ اوّلؓ کب میری داستان سنیں گے۔ بڑی لمبی داستان ہے۔ ''اس شخص نے کہا نہیں وہ بڑے بااخلاق انسان ہیں ضرور تمہاری باتیں سنیں گے۔ چنانچہ وہ صاحب قادیان آ گئے۔ اتفاقاً ایسا ہوا کہ جب وہ یکے سے جا کر اترے (تو) اسی وقت حضرت اقدسؑ بمعہ خدام سیر سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ یکہ والے نے کہا وہ (حضرت) مرزا صاحب آ رہے ہیں۔ پھر کیا تھا وہ صاحب یکہ سے اترے'' ٹانگے سے اترے ''اور سیدھے جا کر مصافحہ کیا اور اپنی بیماری کا حال اپنی مراقی حالت میں سنانا شروع کیا۔'' گھبراہٹ میں جس طرح بیان کرتے تھے۔ لمبی لمبی کہانی سنانی شروع کر دی۔ ''داستان اس قدر لمبی ہو گئی کہ سب لوگ تنگ آ گئے مگر حضرت اقدسؑ آرام سے کھڑے ان کے ہاتھ میں ہاتھ دیے سب کچھ سنتے رہے۔ آخر کار میاں جان محمد صاحب نے خود ہی کہا'' یہ جو مریض شخص تھے۔ ''کہ اب میرا منہ خشک ہو گیا ہے'' مَیں اب بول نہیں سکتا۔ مَیں تو اتنی دیر بول چکا ہوں اور آپ سنتے جا رہے ہیں۔ ''اس پر حضورؑ نے فرمایا بہت اچھا آپ مہمان خانہ میں جاویں اور کچھ کھاویں پئیں اور پھر مولوی صاحب'' یعنی ''(مراد حضرت حکیم نورالدین صاحبؓ) کو حالات سنا کر ان سے دوائی لیں۔ چنانچہ یہ صاحب تازہ دم ہو کر (حضرت) مولوی (نورالدین صاحبؓ) کی خدمت میں حاضر ہو گئے'' حضرت حکیم نورالدین صاحبؓ کی خدمت میں ''اور وہی داستان طویل شروع کر دی۔ (حضرت) مولوی صاحبؓ نے جھٹ نسخہ لکھ کر دے دیا'' حکیم تھے، اس نے تھوڑا سا بیان کیا تھا تو ان کو پتہ لگ گیا کہ کیا بیماری ہے۔ نسخہ لکھ دیا'' اور کہا مجھے آپ کی مرض معلوم ہے اور اس کی داستان نہ سنی۔ انہوں نے نسخہ تو لے لیا مگر کہا کہ

کہتے تو تھے کہ مولوی نورالدین صاحبؓ بڑے بااخلاق ہیں مگر حضرت مرزا صاحبؑ کے اخلاق سے ان کو کیا نسبت؟ اس کا ان پر اس قدر اثر ہوا کہ انہوں نے بیعت کر لی۔''

پہلے بیعت نہیں کی تھی۔ اس پر انہوں نے بیعت کر لی۔ کہتے ہیں'' یہ واقعہ ان کی موجودگی میں ڈاکٹر عباداللہ صاحب مرحومؓ نے مجھے سنایا تھا اور انہوں نے تصدیق کیا تھا۔'' (اصحاب احمد جلد 1 صفحہ 143-144)

اسی طرح حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں کہ ماسٹر اللہ دتا صاحب نے بذریعہ تحریر بیان کیا ہے کہ ''ایک دفعہ لاہور احمدیہ بلڈنگس میں حضورؑ تشریف فرما تھے کہ شرقپور بھینی سے ایک ضعیف العمر ناتواں شخص مستقیم نام حضور کی خدمت میں زیارت کے لیے آیا۔ احباب کے جھرمٹ میں وہ حضور تک نہ پہنچ سکا اور بلند آواز سے بولا حضور! مَیں تو زیارت کے لیے آیا ہوں۔ حضور نے فرمایا بابا جی کو آگے آنے دو۔'' بوڑھا آدمی تھا'' لیکن وہ اچھی طرح اٹھ نہ سکا۔ اس پر حضور نے فرمایا: بابا جی کو تکلیف ہے اور پھر حضورؑ خود اٹھ کر اس کے پاس آ بیٹھے۔''

(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 672 روایت 740)

اسی طرح حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ ''جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام معہ چند خدام کے باوا صاحب کا چولہ دیکھنے کے لیے ڈیرہ بابا نانک تشریف لے گئے تو وہاں ایک بَڑ کے درخت کے نیچے کچھ کپڑے بچھا کر جماعت کے لوگ معہ حضور کے بیٹھ گئے۔ مولوی محمد احسن صاحب بھی ہمراہ تھے۔ گاؤں کے لوگ حضور کی خبر سن کر وہاں جمع ہونے لگے تو ان میں سے چند آدمی جو پہلے آئے تھے مولوی محمد احسن صاحب کو مسیح موعود خیال کر کے ان کے ساتھ مصافحہ کر کر کے بیٹھتے گئے۔ تین چار آدمیوں کے مصافحہ کے بعد یہ محسوس کیا گیا کہ ان کو دھوکہ ہوا ہے۔ اس کے بعد مولوی محمد احسن صاحب ہر ایسے شخص کو جو ان کے ساتھ مصافحہ کرتا تھا حضور کی طرف متوجہ کر دیتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ ہیں۔

(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 307 روایت 401)

حضرت شیخ عبدالقادر صاحبؓ تحریر کرتے ہیں کہ'' آپ کے بڑے بیٹے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ

''والد صاحب نے اپنی عمر ایک مغل کے طور پر نہیں گذاری'' رئیس زادے تھے۔ مغل تھے۔ ''بلکہ فقیر کے طور پر گذاری۔''

قادیان کے کنہیّا لَعْل صَرّاف کا یہ بیان ہے کہ ایک دفعہ خود حضرت مرزا صاحب کو بٹالہ جانا تھا۔ آپؑ نے مجھے فرمایا کہ یکہ کرا دیا جائے۔ حضورؑ جب نہر پر پہنچے تو آپؑ کو یاد آیا کہ کوئی چیز گھر میں رہ گئی ہے۔ یکے والے کو وہاں چھوڑا اور خود پیدل واپس تشریف لائے۔ یکے والے کو پُل پر اَور سواریاں مل گئیں اور وہ بٹالہ روانہ ہو گیا اور مرزا صاحبؑ غالباً پیدل ہی بٹالہ گئے تو مَیں نے یکہ والے کو بلا کر پیٹا اور کہا کہ کمبخت! اگر مرزا نظام دین ہوتے تو خواہ تجھے تین دن وہاں بیٹھنا پڑتا تُو بیٹھتا لیکن چونکہ یہ نیک اور درویش طبع آدمی ہے اس لیے تُو ان کو چھوڑ کر چلا گیا۔'' بہرحال کہتے ہیں'' جب مرزا صاحب کو'' حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو'' اس کا علم ہوا تو آپؑ نے مجھے بلا کر فرمایا'' وہ میری خاطر کیسے بیٹھا رہتا۔ اسے مزدوری مل گئی اور چلا گیا۔'' کیوں تم نے اس پر ظلم کیا۔ (حیات طیبہ صفحہ 15-16)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''ہر ایک شخص تہجد میں اٹھنے کی کوشش کرے اور پانچ وقت کی نمازوں میں بھی قنوت ملاویں۔ ہر ایک قسم کی خدا کو ناراض کرنے والی باتوں سے توبہ کریں۔ توبہ سے یہ مراد ہے کہ ان تمام بدکاریوں اور خدا کی نارضامندی کے باعثوں کو چھوڑ کر ایک سچی تبدیلی کریں اور آگے قدم رکھیں اور تقویٰ اختیار کریں۔ اخلاق کی تہذیب کریں۔ اس میں بھی خدا کا رحم ہوتا ہے۔ عادات انسانی کو شائستہ کریں۔ غضب نہ ہو۔ تواضع اور انکساری اس کی جگہ لے۔ اخلاق کی درستی کے ساتھ اپنے مقدور کے موافق صدقات کا دینا بھی اختیار کرو۔'' (ملفوظات جلد 1 صفحہ 192 ایڈیشن 2022ء)

یہ آپؑ نے مختلف باتوں کی جماعت کو نصیحت فرمائی۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

''اہل تقویٰ کے لیے یہ شرط تھی کہ وہ غربت اور مسکینی میں اپنی زندگی بسر کرے۔ یہ ایک تقویٰ کی شاخ ہے'' غربت اور مسکینی میں زندگی بسر کرنا یہ تقویٰ کی شاخ ہے ''جس کے ذریعہ ہمیں غضب ناجائز کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لیے آخری اور کڑی منزل غضب سے ہی بچنا ہے۔

عُجب و پِنْدَار غضب سے پیدا ہوتا ہے اور ایسا ہی کبھی خود غضب عُجب و پِندار کا نتیجہ ہوتا ہے کیونکہ غضب اس وقت ہوگا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔

مَیں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظرِ استخفاف سے دیکھیں۔ خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے اور جس کے اندر حقارت ہے۔ ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جاوے۔ بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے۔ اس کی دلجوئی کرے۔ اس کی بات کی عزّت کرے کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دکھ پہنچے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (الحجرات: 12) اس کا مطلب یہ ہے کہ اور ایک دوسرے کو بُرے ناموں سے نہ پکارو۔ ایمان کے بعد یہ فسق کا داغ بہت بُرا داغ ہے۔ جس نے توبہ نہ کی تو یہی لوگ ظالم ہیں۔ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ'' تم ایک دوسرے کے چڑ کے نام نہ ڈالو۔ یہ فعل فُسّاق و فُجّار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چڑاتا ہے وہ نہ مرے گا جب تک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہوگا۔

اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب کُل ایک ہی چشمہ سے پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرم و معظّم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہو سکتا۔ خدا کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے۔

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (الحجرات: 14) اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ اللہ یقیناً بہت علم رکھنے والا، بہت خبر رکھنے والا ہے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 30-31 ایڈیشن 2022ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی طور پر عاجزی اور انکسار پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر ہم حقیقی اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں اور اس کا حق ادا کرنے والے ہوں۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 21 جون 2026ء)

☆......☆......☆

ارشاد باری تعالیٰ

هُوَالَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ

(سورۃ یونس، آیت 68) ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تا کہ تم اس میں تسکین پاؤ اور دن کو روشن کرنے والا بنایا۔ یقیناً اس میں ایسے لوگوں کیلئے بہت سے نشانات ہیں جو (بات) سنتے ہیں۔

طالب دعا: سید بشیر الدین محمود احمد افضل مع فیملی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو لوگ بُرے لوگوں میں رہتے ہیں اور باوجود قدرت کے ان کو برائی سے نہیں روکتے اللہ تعالیٰ اُن کو ان کے مرنے سے پہلے سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔

(ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنہی)

طالب دعا: سید وسیم احمد و افراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

سیرت النبی ﷺ

از تحریرات و فرمودات
(سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

(تحقیق و ترتیب: مکرم آصف احمد خان صاحب)

(قسط نمبر 13)

باب دوم

اسی طرح آپ (حضرت مسیح موعودؑ) نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ:

’’شان جلیل و عظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو مظہر اتم الوہیت ہے جیسے تمام نبی ابتدا سے بیان کرتے آئے ہیں ایسا ہی حضرت مسیح علیہ السلام نے اس شانِ عالی کا اقرار کیا ہے یہ اقرار جا بجا انجیلوں میں موجود ہے بلکہ اسی اقرار کے ضمن میں حضرت مسیح علیہ السلام اقرار کرتے ہیں کہ میری تعلیم ناقص ہے کیونکہ ہنوز لوگوں کو کامل تعلیم کی برداشت نہیں مگر وہ روح راستی جو نقصان سے خالی ہے (یعنی سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس کا قرآن شریف میں بھی نام حق آیا ہے) وہ کامل تعلیم لائے گا اور لوگوں کو نئی باتوں کی خبر دے گا۔انجیل برنباس میں تو صریح نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو محمد ہے درج ہے اور اس کے ٹالنے کے لئے یہ ناکارہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں نے کسی زمانہ میں یہ نام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کتاب برنباس میں درج کر دیا ہوگا یا خود کتاب تالیف کردی ہوگی۔

گویا مسلمان لوگ کسی رات کو اتفاق کر کے مسیحی کتب خانوں میں جا گھسے اور اپنی طرف سے برنباس کی انجیلوں میں جا بجا محمد نبی نام درج کر دیا یا خود یونانی یا عبرانی زبانوں میں اپنی طرف سے انجیل برنباس بنا کر اور کئی ہزار نسخے اس کے لکھ کر پوشیدہ طور پر جبکہ عیسائی سوتے تھے وہ کتابیں ان کے کتب خانوں میں رکھ آئے لیکن ایک انگریز فاضل عیسائی جس نے کچھ تھوڑا عرصہ ہوا قرآن شریف کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے اس نے اپنے دیباچہ میں اس تقریب کے بیان میں کہ انجیل برنباس میں پیش گوئی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں موجود ہے یہ قصہ تحریر کیا ہے کہ برنباس کی انجیل پوپ پنجم کے کتب خانہ میں تھی اور ایک راہب جو اس پوپ کا دوست تھا اور مدت سے اس انجیل کی تلاش میں تھا۔وہ پوپ کی الماری میں جبکہ پوپ سویا ہوا تھا اس انجیل کو پاکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ یہ میری وہ مراد ہے جو مدت کے بعد پوری ہوئی اور اس انجیل کو اپنے دوست پوپ کی اجازت سے لے گیا اور نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھلا کھلا انجیل میں لکھا ہوا دیکھ کر مسلمان ہو گیا پس اس فاضل انگریز کی اس تحریر سے جو ہمارے پاس موجود ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ یہ کتاب پوپوں کے کتب خانوں میں چاروں انجیلوں میں شامل کر کے عزت کے ساتھ رکھی جاتی تھی تبھی تو ایسے ایسے بزرگ اور فاضل راہب اس انجیل کو پڑھ کر مسلمان ہوتے تھے اس انگریز کا نام جارج سیل صاحب ہے جو اکابر علماء عیسائیوں سے ہے ان کا ترجمہ قرآن شریف جو ان کی طرف سے شائع ہو کر مطبع لندن فریڈرک وارن اینڈ کمپنی میں چھپا ہے اس کے پہلے دیباچہ میں مؤلف موصوف نے یہ عجیب تذکرہ کہ ایک بزرگ راہب انجیل برنباس پڑھ کر اور اس میں پیشگوئی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کھلے کھلے طور پر پاکر مسلمان ہو گیا تھا اس طور سے (جو نیچے لکھا جاتا ہے) بیان کیا ہے۔فرا میر مینو جو ایک عیسائی مانک یعنی ایک بزرگ راہب تھا وہ بیان کرتا ہے کہ اتفاقیہ مجھ کو ایک تحریر آبرنس صاحب کی (جو ایک فاضل مسیحیوں سے ہے) منجملہ اس کی اور تحریروں کے جن میں وہ پولوس کے برخلاف ہے نظر سے گزری اس تحریر میں آبرنس صاحب (جو پولوس عیسائی کے مخالف ہیں) اپنے بیان کی صداقت کی بابت انجیل برنباس کا حوالہ دیتے ہیں۔تب میں اس بات کا نہایت شائق ہوا کہ انجیل برنباس کو میں بھی دیکھوں اور اتفاقاً تقریب یہ نکل آئی کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم نے پوپ پنجم کا مجھ سے اتحاد و دوستانہ کرا دیا۔ایک روز جبکہ پوپ موصوف کے کتب خانہ میں ہم دونوں اکٹھے تھے اور پوپ صاحب سو گئے تھے میں نے دل بہلانے کو ان کی کتابوں کا ملاحظہ کرنا شروع کیا سو سب سے پہلے جس کتاب پر میرا ہاتھ پڑا وہ وہی انجیل برنباس تھی جس کا میں متلاشی تھا۔اس کے مل جانے سے مجھے نہایت درجہ کی خوشی پہنچی اور میں نے یہ نہ چاہا کہ ایسی نعمت کو آستین کے نیچے چھپا رکھوں۔تب میں پوپ صاحب کے جاگنے پر ان سے رخصت ہو کر وہ آسمانی خزانہ اپنے ساتھ لے گیا جس کے پڑھنے سے مجھے دین اسلام نصیب ہوا۔دیکھو صفحہ دہم ۱۰ سطر چہارم ۴ ترجمہ قرآن شریف جارج سیل صاحب۔پھر صفحہ ۵۸ سطر ۲۴۔اسی ترجمہ میں جارج سیل صاحب اپنے عیسائی تعصب کے جوش سے یہ بے دلیل اور مہمل رائے لکھتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ انجیل برنباس میں لفظ پیری قلیط (جس کا ترجمہ محمد ہے) مسلمانوں نے داخل کر دیا ہوگا مگر یقین کیا جاتا ہے کہ یہ کتاب اصلی جعل مسلمانوں کا نہیں۔یعنی مسلمانوں نے اس میں صرف اس قدر جعل کیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی پیش گوئی بتصریح نام اس میں لکھ دی ہے اور جعل یہ اس لئے ٹھہرا کہ یہ پیشگوئی صریح صریح اس میں موجود ہے جس کا ماننا حضرات عیسائیوں کو کسی طور سے منظور ہی نہیں اور لطف یہ کہ آپ ہی اقراری ہیں کہ اس پیش گوئی کو پڑھ کر بڑے بڑے نیک بخت اور فاضل راہب مسلمان ہوتے رہے ہیں فتدبر۔منہ‘‘

(سرمہ چشم آریہ روحانی خزائن جلد 2، حاشیہ صفحہ 287-290)

مصداق اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم:

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی متعدد تحریرات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک محمد و احمد رکھے جانے میں پنہاں حکمتوں کو نہایت لطیف پہلوؤں سے بیان فرمایا ہے۔ذیل میں آپ کی چند تحریرات درج کی جاتی ہیں۔

سراپا محمد

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے واقعات پیش آمدہ کی اگر معرفت ہو اور اس بات پر پوری اطلاع ملے کہ اس وقت دنیا کی کیا حالت تھی اور آپ نے آکر کیا کیا؟ تو انسان وجد میں آکر اللھم صل علی محمد کہہ اٹھتا ہے۔میں سچ سچ کہتا ہوں۔کہ یہ خیالی اور فرضی بات نہیں ہے۔قرآن شریف اور دنیا کی تاریخ اس امر کی پوری شہادت دیتی ہے کہ نبی کریم نے کیا کیا۔ورنہ وہ کیا بات تھی کہ جو آپ کے لئے مخصوصاً فرمایا گیا إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (الاحزاب: 57) کسی دوسرے نبی کے لئے یہ صدا نہیں آئی۔پوری کامیابی پوری تعریف کے ساتھ یہی ایک انسان دنیا میں آیا جو محمد کہلایا، صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔عادت اللہ اسی طرح پر ہے۔زمانہ ترقی کرتا ہے۔آخر وہ زمانہ آ گیا جو خاتم النبین کا زمانہ تھا جو ایک ہی شخص تھا۔جس نے یہ کہا: قُلْ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا (159:7) کہنے کو تو یہ چند الفاظ ہیں۔اور ایک اندھا کہہ سکتا ہے کہ معمولی بات ہے مگر جو دل رکھتا ہے وہ سمجھتا ہے اور جو کان رکھتا ہے وہ سنتا ہے۔جو آنکھیں رکھتا ہے وہ دیکھتا ہے۔کہ یہ الفاظ معمولی الفاظ نہیں ہیں۔میں کہتا ہوں کہ اگر یہ معمولی لفظ تھے، تو بتلاؤ کہ موسیٰ علیہ السلام کو یا مسیح کو یا کسی نبی کو بھی یہ طاقت کیوں نہ ہوئی کہ وہ یہ لفظ کہہ دیتا۔اصل یہی ہے کہ جس کو یہ قوت یہ منصب نہیں ملا وہ کیونکر کہہ سکتا ہے۔میں پھر کہتا ہوں کہ کسی نبی کو یہ شوکت یہ جلال نہ ملا جو ہمارے نبی کریم کو ملا۔بکری کو اگر ہر روز گوشت کھلاؤ، تو وہ گوشت کھانے سے شیر نہ بن سکے گی۔شیر کا بچہ ہی شیر ہوگا۔پس یاد رکھو کہ یہی بات سچ ہے کہ اس نام کا مستحق اور واقعی حقدار ایک تھا۔جو محمد کہلایا۔یہ داد الٰہی ہے۔جس کے دل و دماغ میں چاہے۔یہ قوتیں رکھ دیتی ہے اور خدا خوب جانتا ہے کہ ان قوتوں کا محل اور موقعہ کونسا ہے۔ہر ایک کا کام نہیں کہ اس راز کو سمجھ سکے اور ہر ایک کے منہ میں وہ زبان نہیں جو یہ کہہ سکے کہ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا جب تک روح القدس کی خاص تائید نہ ہو یہ کام نہیں نکل سکتا۔رسول اللہ میں وہ ساری قوتیں اور طاقتیں رکھی گئی ہیں جو محمد بنا دیتی ہیں تا کہ بالقوۃ باتیں بالفعل میں بھی آجاویں، اس لئے آپ نے یہ دعویٰ کیا کہ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا ایک قوم کے ساتھ جو مشقت کرنی پڑتی ہے۔تو کس قدر مشکلات پیش آتی ہیں۔ایک خدمت گار شریر ہو تو اس کا درست کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔آخر تنگ اور عاجز آکر اس کو بھی نکال دیتا ہے۔لیکن وہ کس قدر قابل تعریف ہوگا جو اسے درست کر لے اور پھر وہ تو بڑا ہی مرد میدان ہے جو اپنی قوم کو درست کر سکے، حالانکہ یہ بھی کوئی بڑی بات نہیں۔مگر وہ جو مختلف قوموں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا۔سوچو تو سہی کس قدر کامل اور زبردست قویٰ کا مالک ہوگا۔مختلف طبیعت کے لوگ، مختلف عمروں، مختلف ملکوں، مختلف خیال، مختلف قوی کی مخلوق کو ایک ہی تعلیم کے نیچے رکھنا اور پھر ان سب کی تربیت کر کے دکھا دینا اور وہ تربیت بھی کوئی جسمانی نہیں بلکہ روحانی تربیت، خداشناسی اور معرفت کی باریک سے باریک باتوں اور اسرار سے پورا واقف بنا دینا اور نری تعلیم ہی نہیں بلکہ عامل بھی بنا دینا یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہے۔دنیا کے لئے اجتماع بھی ہو سکتے ہیں۔کیونکہ ان میں ذاتی مفاد اور دنیوی لالچ کی ایک تحریک ہوتی ہے۔مگر کوئی یہ بتلائے کہ محض اللہ کے لئے پھر ایسے وقت میں کہ اس جلالی نام سے کل دنیا ناواقف ہو اور پھر ایسی حالت میں اس کا اقرار کرنا کہ دنیا کی تمام مصیبتوں کو اپنے سر پر اٹھا لینا ہو۔کون کسی کے پاس آسکتا ہے۔جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلانے والے کی عظیم الشان قوت جذب کی نہ ہو کہ بے اختیار ہو ہو کر دل اس کی طرف بھیج آویں اور وہ تمام تکلیفیں اور بلائیں ان کے لئے محسوس اللذات اور مدرک الحلاوت ہو جاویں۔اب رسول اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جماعت کی طرف غور کرو تو پھر کیسا روشن طور پر معلوم ہوگا کہ آپ ہی اس قابل تھے کہ محمد نام سے موسوم ہوتے اور اس دعویٰ کو جیسا کہ زبان سے کیا گیا تھا۔إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا اپنے عمل سے بھی کر دکھاتے؛ چنانچہ وہ وقت آ گیا کہ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالفتحُ وَرَايتَ النَّاسَ يَدخلُونَ فِي دين الله أفواجاً (النصر: 302) اس میں اس امر کی طرف صریح اشارہ ہے کہ آپ اس وقت دنیا میں دین آئے جب دین اللہ کو کوئی جانتا بھی نہ تھا اور عالمگیر تاریکی پھیلی ہوئی تھی اور گئے اس وقت کہ جبکہ اس نظارے کو دیکھ لیا کہ يدخلون فی دِينِ اللهِ أفوَاجاً۔جب تک اس کو پورا نہ کر لیا۔نہ تھکے نہ ماندے ہوئے۔مخالفوں کی مخالفتیں، اعداء کی سازشیں اور منصوبے، قتل کرنے کے مشورے، قوم کی تکلیفیں آپ کے حوصلہ اور ہمت کے سامنے سب ہیچ اور بے کار تھیں۔اور کوئی چیز ایسی نہ تھی جو آپ کو اپنے کام سے ایک لحہ کے لئے بھی روک سکتی! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس وقت تک زندہ رکھا۔جب تک کہ آپ نے وہ کام نہ کر لیا جس کے واسطے آئے تھے۔یہ بھی ایک سرّ ہے کہ خدا کی طرف سے آنے والے جھوٹوں کی طرح نہیں آتے۔اسی طرح پر آپ کے صدق نبوت پر آپ کی زندگی سب سے بڑا نشان ہے۔کوئی ہے جو اس پر نظر کرے؟ آپ کو دنیا میں ایسے وقت پر بھیجا کہ دنیا میں تاریکی چھائی ہوئی تھی اور اس وقت تک زندہ رکھا کہ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي (المائدہ: 4) کی آواز آپ کو نہ آ گئی اور فوجوں کی فوجیں اسلام میں داخل ہوئیں آپ نے نہ دیکھ لیں۔غرض اس قسم کی بہت سی وجوہ ہیں، جن سے آپ کا نام محمد رکھا گیا‘‘

(ملفوظات [2003ایڈیشن] جلد 1 صفحہ 421-422)

(سیرت النبی ﷺ، صفحہ 44 تا 48، مطبوعہ کینیڈا 2018)

٭٭٭

تذکار مہدی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ کی روایات

مرتبہ مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

جنگ مقدس لنگڑے لولے اور اندھے

حضرت خلیفہ اول فرماتے تھے کہ آتھم کے مباحثہ میں ہم نے جو نظارہ دیکھا۔اس سے پہلے تو ہماری عقلیں دنگ ہوگئیں اور پھر ہمارے ایمان آسمانوں پر پہنچ گئے۔فرماتے تھے کہ جب عیسائی مباحثہ سے تنگ آگئے اور انہوں نے دیکھا کہ ہمارا کوئی داؤ نہیں چلا تو چند مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملا کر انہوں نے ہنسی اڑانے کے لئے یہ شرارت کی کہ کچھ اندھے کچھ بہرے کچھ لولے اور کچھ لنگڑے بلا لیے۔اور انہیں مباحثہ سے پہلے ایک طرف چھپا کر بٹھا دیا۔جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لائے تو جھٹ انہوں نے اندھوں بہروں اور لولوں لنگڑوں کو نکال کر آپ کے سامنے پیش کر دیا اور کہا زبانی باتوں سے جھگڑے طے نہیں ہوتے۔آپ کہتے ہیں میں مسیح ناصری کا مثیل ہوں اور مسیح ناصری اندھوں کو آنکھیں دیا کرتے تھے۔بہروں کو کان بخشا کرتے تھے اور لولوں لنگڑوں کے ہاتھ پاؤں درست کیا کرتے تھے۔ہم نے آپ کو تکلیف سے بچانے کے لئے اس وقت چند اندھے بہرے اور لولے لنگڑے اکٹھے کر دیئے ہیں۔اگر آپ فی الواقع مثیل مسیح ہیں۔تو ان کو اچھا کر کے دکھا دیجئے۔حضرت خلیفہ اول فرماتے تھے کہ ہم لوگوں کے دل ان کی اس بات کو سن کر بیٹھ گئے۔اور گو ہم سمجھتے تھے کہ یہ بات یونہی ہے مگر اس سے گھبرا گئے کہ آج ان لوگوں کو ہنسی ٹھٹھے کا موقعہ مل جائے گا۔مگر جب ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے چہرہ کو دیکھا تو آپ کے چہرے پر ناپسندیدگی یا گھبراہٹ کے کوئی آثار نہ تھے۔جب وہ بات ختم کر چکے تو آپ نے فرمایا کہ دیکھئے پادری صاحب میں جس مسیح کے مثیل ہونے کا دعوی کرتا ہوں۔اسلامی تعلیم کے مطابق وہ اس قسم کے اندھوں، بہروں اور لولوں لنگڑوں کو اچھا نہیں کیا کرتا تھا۔مگر آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح جسمانی اندھوں جسمانی بہروں جسمانی لولوں اور جسمانی لنگڑوں کو اچھا کیا کرتا تھا اور آپ کی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر تم میں ایک رائی برابر بھی ایمان ہو اور تم کسی پہاڑ سے کہو کہ یہاں سے وہاں چلا جائے تو وہ چلا جائے گا۔اور اگر تم بیماروں پر ہاتھ رکھو گے تو وہ اچھے ہو جائیں گے۔پس یہ سوال مجھ سے نہیں ہوسکتا میں تو وہ معجزے دکھا سکتا ہوں۔جو میرے آقا حضرت محمد مصطفے ﷺ نے دکھائے۔آپ ان معجزوں کا مطالبہ کریں تو میں دکھانے کے لئے تیار ہوں۔

باقی رہے اس قسم کے معجزے سو آپ کی کتاب نے بتا دیا ہے کہ ہر وہ عیسائی جس کے اندر ایک رائی کے برابر بھی ایمان ہو۔ویسے ہی معجزے دکھا سکتا ہے جیسے حضرت مسیح ناصری نے دکھائے۔سو آپ نے بڑی اچھی بات کی جو ہمیں تکلیف سے بچا لیا۔اور ان اندھوں بہروں لولوں اور لنگڑوں کو اکٹھا کر دیا۔اب یہ اندھے بہرے لولے اور لنگڑے موجود ہیں۔اگر آپ میں ایک رائی کے برابر بھی ایمان موجود ہے تو ان کو اچھا کر کے دکھا دیجئے۔آپ فرماتے تھے اس جواب سے پادریوں کو ایسی حیرت ہوئی کہ بڑے بڑے پادری ان لولوں اور لنگڑوں کو کھینچ کھینچ کر الگ کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ اپنے مقربین کو ہر موقع پر عزت بخشتا ہے اور ان کو ایسے ایسے جواب سمجھاتا ہے جن کے نتیجہ میں دشمن بالکل ہکا بکا رہ جاتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ 88-89)

آتھم کی پیشگوئی

مومن کا کام اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا ہوتا ہے۔کام تو خدا تعالیٰ کرتا ہے لیکن ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم وہی کچھ کریں، ہم وہی کچھ سوچیں، اور ہم وہی کچھ کہیں جو خدا تعالیٰ نے کہا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے آتھم کے متعلق پیشگوئی فرمائی اور پیشگوئی کی معیاد گزر گئی میں اس وقت چھ سات سال کی عمر کا تھا۔مجھے وہ نظارہ خوب یاد ہے۔جس جگہ قادیان میں بک ڈپو ہوا کرتا تھا اور اس کے ساتھ والے کمرے میں موٹر ہوا کرتے تھے اور اس کے مغرب والے کمرے میں خلیفہ اولؓ پہلے درس دیا کرتے تھے یا مطب کیا کرتے تھے۔آخری ایام میں مولوی قطب الدین صاحب مرحوم وہاں مطب کرتے رہے ہیں۔اس کے ساتھ پھر ایک کوٹھڑی تھی جس میں کتابیں رکھی ہوئی تھیں اور جس کمرے میں اب موٹر ہوتے تھے اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا پریس تھا اور اس کمرے میں جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الاول مطب فرمایا کرتے تھے۔فرمہ بندی ہو جاتی تھی اور پھر کوٹھڑی میں کتابیں رکھ دی جاتی تھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول کے بعض شاگرد بھی وہاں رہا کرتے تھے اور چونکہ ان دنوں بہت کم لوگ ہوا کرتے تھے اس لئے عام طور پر جو لوگ وہاں آتے تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح اول کے شاگرد بن جاتے تھے یہی مدرسہ تھا اور حضرت خلیفہ اول ہی پڑھایا کرتے تھے۔اس کے علاوہ اور کوئی مدرسہ نہیں تھا۔وہ لوگ آپ کے شاگرد بھی ہوتے تھے اور سلسلہ کے خادم بھی ہوتے تھے۔مجھے خوب یاد ہے کہ میں چھوٹا سا تھا کہ جب آتھم کی پیشگوئی کا وقت پورا ہوا۔غالباً یہ 1894ء کے آخر یا 1895ء کے شروع کی بات ہے۔میں اس وقت ساڑھے پانچ یا چھ سال کا تھا۔ابھی تک وہ نظارہ مجھے یاد ہے۔اس وقت تو میں اسے نہیں سمجھتا تھا کیونکہ میری عمر بہت چھوٹی تھی۔لیکن اب واقعات سے میں سمجھتا ہوں کہ جس دن آتھم کی پیشگوئی کے پوری ہونے کا آخری دن تھا۔یعنی پندرہ مہینے ختم ہونے تھے۔اس دن اتنا کہرام مچا ہوا تھا کہ لوگ رو رو کر چیخیں مار رہے تھے اور دعا کرتے تھے کہ خدایا! آتھم مر جائے۔یہ عصر کے بعد اور مغرب سے پہلے کی بات ہے۔پھر نماز کا وقت ہوا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے نماز پڑھائی اور نماز کے بعد آپ مجلس میں بیٹھ گئے گو اس عمر میں میں با قاعدہ مجلس میں حاضر نہیں ہوتا تھا۔لیکن کبھی کبھی مجلس میں بیٹھ جاتا تھا۔اس دن میں بھی مجلس میں بیٹھ گیا۔اس دن جو لوگ رو رو کر دعائیں کرتے رہے تھے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کے فعل پر ناراضگی کا اظہار کیا اور فرمایا کیا خدا تعالیٰ سے بھی بڑھ کر کسی انسان کو اس کے کلام کے لئے غیرت ہوسکتی ہے۔خدا تعالیٰ نے جب یہ بات کہی ہے کہ ایسا ہوگا تو پھر ہمیں ایمان رکھنا چاہئے کہ ایسا ضرور ہوگا اور اگر ہم نے خدا تعالیٰ کی بات کو غلط سمجھا ہے تو خدا تعالیٰ اس بات کا پابند نہیں ہوسکتا کہ وہ ہماری غلطی کے مطابق فیصلہ کرے۔ہمارا کام صرف اتنا ہے کہ جب ہم نے ایک شخص کو راستباز مان لیا ہے تو اس کی باتوں پر یقین رکھیں۔غرض مومن کا کام یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ پر توکل کرے۔خدا تعالیٰ کی بات بہر حال پوری ہو کر رہتی ہے۔

(خطبات محمود جلد 30 صفحہ 109-110)

(تذکار مہدی صفحہ 187 تا 189، ایڈیشن 2020 یوکے)

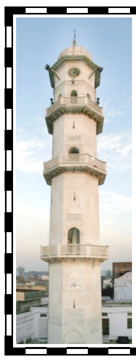

Love for All Hatred for None
99493-56387
Prop:Muhammad Saleem
MASROOR HOTEL
TEA,TIFFIN,MEALS,CHICKEN-BIRYANI,FAST-FOOD AVAILABLE HERE
Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)
طالب دعا: محمد سلیم (ضلع نائب امیر جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

Z.A. Tahir Khan
M.Sc. (Chemistry) B.Ed.
DIRECTOR
طالب دعا
Z.A.TAHIR KHAN
Director oxford N.T.T.College
Jaipur (Rajasthan)
TEACHER TRAINING
OXFORD N.T.T. COLLEGE
(Teacher Training)
(A unit of Oxford Group of Education)
Affialiated by A.I.I.C.C.E. New Delhi 110001
0141-2615111- 7357615111
oxfordnttcollege@gmail.com
Add. Fateh Tiba Adarsh Nagar, Jaipur-04
Reg. No. AllCCE-0289/Raj.

GRIP HOME
PROPERTY MANAGEMENT
Mohammed Anwarullah
Managing Partner
+91-9980932695
#4, Delhi Naranappa Street
R.S. Palya, Kammanahalli
Main Road, Bangalore - 560033
E-Mail : anwar@griphome.com
www.griphome.com

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدر آباد
(تلنگانہ)
KONARK Nursery Hyderabad
MUZAMMIL AHMED
Mobile: +91 99483 70069
konarknursery@gmail.com
www.facebook.com/konarknursery
www.konarknursery.com
Plants for Seasons & Reasons...
Cactus . Seculents . Seeds
Landscaping – Rental Plants – Exports – Imports

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

خدا کے حضور اس کی خشیت سے متاثر ہو کر رونا دوزخ کو حرام کر دیتا ہے

اِس بات کو کبھی اپنے دل سے محو نہ کرو کہ خدا تعالیٰ کے حضور اخلاص اور راستبازی کی قدر ہے۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 371، مطبوعہ 2018 قادیان)

طالبِ دُعا : صبیحہ کوثر و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

(بقیہ صفحہ نمبر 5) :ان خطبات میں بعض دفعہ تاریخی اور بعض دفعہ سیرت کی باتیں جو مَیں آج کل بیان کر رہا ہوں تو

آپ نے ان ہی میں سے نکات نکال کر آگے جماعتوں تک پہنچانے ہیں اور اسی سے مزید تربیتی پہلو بھی نکالنے ہیں۔بعض کامیاب مربیان اور مبلغین ان میں سے نکات نکالتے ہیں اور پھر آگے جماعت تک پہنچاتے ہیں جس کا جماعت کو فائدہ بھی ہوتا ہے۔

پھر جماعت میں محبت اور اخوت پیدا کرنے کے لیے خاص کوشش کریں۔

کوشش یہ ہونی چاہیے کہ جماعت کا ہر فرد ایک بھائی اور قریبی عزیز کی حیثیت سے ایک دوسرے کا حق ادا کرنے والا ہو اور جماعت میں کوئی ایسا شخص نہ ہو جو کسی کا حق غصب کرنے والا ہو۔اگر مربیان یہ باتیں سامنے رکھیں اور وقتاً فوقتاً اس کی تلقین کرتے رہیں اور لوگوں میں یہ احساس دلائیں کہ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور ہم نے ایک ہو کر رہنا ہے جو جماعت کی ترقی کے لیے بھی ضروری ہے تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کے اندر تربیت کا معیار بہت اونچا ہو گا اور بہت سے ایسے جھگڑے جو آج کل بڑھنا شروع ہو گئے ہیں وہ بھی ختم ہو جائیں گے۔

میدان عمل میں جا کر آپ کو بہت سی چیزوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔اس لیے ذہنی طور پر تیار رہیں کہ آپ کو ان مسائل سے گزرنا ہو گا اور ان کے حل کے لیے آپ نے کیا لائحہ عمل بنانا ہے اس کی طرف بھی توجہ دینی ہوگی۔

سات سال کی تربیت میں آپ کو بنیادی طور پر یہ عادت ڈال دی گئی ہے کہ آپ قرآن پڑھیں اور اس پر غور کریں۔یہ عادت ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے کہ حدیث پڑھیں اور اس پر غور کریں،کلام پڑھیں اور اس پر غور کریں۔اور اسی طرح خطبات بھی سنیں اور ان پر غور کریں۔اس کے علاوہ اپنے دینی اور دنیاوی علم کو بھی بڑھائیں۔

یہ صلاحیت بھی آپ میں ہونی چاہیے تا کہ

کسی موقع پر اگر آپ کو دنیاداروں کے سامنے اسلام کی برتری ثابت کرنی ہو تو وہاں آپ کو تاریخ اور موجودہ حالات کا بھی علم ہو،تا کہ آپ ثابت کر سکیں کہ اسلام کی تعلیم کی طرف توجہ دینا ہی ان مسائل کا اصل حل ہے جن میں آج تم لوگ گرفتار ہو۔اس سے پھر آپ کے لیے نئے نئے تبلیغ کے راستے کھلیں گے۔

اسی طرح بعض مخالفین اور معاندین جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف اعتراض کرتے ہیں ان کے جوابات بھی آپ کو تیار رکھنے چاہئیں۔

گویا آپ نے

ہر میدان میں،تربیت کے میدان میں بھی اور تبلیغ کے میدان میں بھی آگے بڑھنے کی کوشش کرنی ہے۔آپ نے تربیت کے پہلوؤں کو بھی سامنے رکھنا ہے اور تبلیغ کے میدان کے مختلف پہلوؤں کو بھی سامنے رکھنا ہے۔

مسلمانوں کو تبلیغ کس طرح کرنی ہے۔دہریوں کو تبلیغ کس طرح کرنی ہے۔عیسائیوں کو تبلیغ کس طرح کرنی ہے اور جو انتہائی مخالف ہیں ان کو تبلیغ کس طرح کرنی ہے۔یہودیوں کو تبلیغ کس طرح کرنی ہے۔دلائل سے ان کے منہ کس طرح بند کرنے ہیں اور انہیں لاجواب کرنا ہے اور دنیا میں اسلام کی برتری کو کیسے ثابت کرنا ہے۔ان سب باتوں کو آپ نے اپنے سامنے رکھنا ہے۔پس

جب آپ یہ باتیں اپنے سامنے رکھیں گے تبھی آپ ایک کامیاب مربی اور مبلغ بن سکتے ہیں اور تبھی یہ کہا جا سکے گا کہ ہاں! آج جامعہ سے فارغ التحصیل ہونے والی کلاس کے مربیان نے حقیقت میں ایک مربی اور مبلغ ہونے کا حق ادا کر دیا ہے

اور جیسا کہ میں نے شروع میں کہا تھا پھر میں کہتا ہوں کہ اس کے لیے ضروری ہے

کہ اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ سے قریبی تعلق پیدا کرنے کو ایک خاص امتیاز بنائیں

اور اس کے لیے تہجد کی طرف بھی خاص توجہ کریں تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دعائیں بھی سنے اور ان دعاؤں کے نتیجے میں آپ کو کامیابیاں بھی عطا فرمائے۔جب آپ یہ چیزیں حاصل کر لیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم کہہ سکیں گے کہ آج جامعہ سے پاس ہونے والے یہ طلبہ حقیقت میں وہ مربی اور مبلغ بن کر نکل رہے ہیں جو جماعت کے لیے ایک قیمتی سرمایہ ہیں اور کارآمد وجود ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔دعا کر لیں۔

(بشکریہ روزنامہ الفضل 30/مئی 2026)

ارشاد باری تعالیٰ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجۡعَلْ لَّـكُمۡ فُرۡقَانًا وَّيُكَفِّرۡ عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَـكُمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ (الانفال:30) ترجمہ: اَے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم اللہ سے ڈرو تو وہ تمہارے لئے ایک امتیازی نشان بنا دیگا اور تم سے تمہاری بُرائیاں دُور کر دیگا اور تمہیں بخش دیگا اور اللہ فضل عظیم کا مالک ہے۔

طالب دعا : بی.ایم.خلیل احمد ولد مکرم بی.ایم.بشیر احمد صاحب وافراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

جلسہ سالانہ کے حقیقی مقاصد،تقویٰ،ذکرِ الٰہی اور اصلاحِ نفس کی اہمیت

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 31/اگست 2007ء بطرز سوال و جواب بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: خطبہ جمعہ 31/اگست 2007ء کا مرکزی موضوع کیا تھا؟

جواب: اس خطبہ کا مرکزی موضوع جلسہ سالانہ کے حقیقی مقاصد،جلسہ میں شامل ہونے والوں کی ذمہ داریاں،تقویٰ،ذکرِ الٰہی،عبادت،حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائیگی،باہمی محبت،اطاعتِ نظامِ جماعت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ روحانی و اخلاقی تعلیمات پر عمل کرنا تھا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ جلسہ سالانہ محض ایک اجتماع یا رسم نہیں بلکہ روحانی انقلاب اور اصلاحِ نفس کا ذریعہ ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کے انعقاد کا بنیادی مقصد کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ جلسہ کا مقصد ظاہری شان و شوکت یا لوگوں کی تعداد بڑھانا نہیں بلکہ اصلاحِ خلق،روحانی ترقی،تقویٰ میں اضافہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنا ہے۔آپؑ نے فرمایا:"میں ہرگز نہیں چاہتا کہ حال کے پیرزادوں کی طرح صرف ظاہری شوکت دکھانے کے لیے اپنے مبائعین کو اکٹھا کروں بلکہ وہ علتِ غائی جس کے لیے میں حیلہ نکالتا ہوں اصلاحِ خلق اللہ ہے۔''

سوال: جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے احمدیوں کو کن مقاصد کو سامنے رکھنا چاہیے؟

جواب: ہر احمدی کو جلسہ میں شامل ہوتے وقت یہ نیت رکھنی چاہیے کہ:خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے۔تقویٰ میں ترقی کرنی ہے۔عبادات اور ذکرِ الٰہی میں بہتری لانی ہے۔اعلیٰ اخلاق اختیار کرنے ہیں۔حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے ہیں۔باہمی محبت اور اخوت کو فروغ دینا ہے۔رنجشوں اور اختلافات کو ختم کرنا ہے۔اپنی روحانی اور اخلاقی اصلاح کرنی ہے۔

سوال: اگر جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کے باوجود تقویٰ میں ترقی نہ ہو تو اس بارے میں حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ اگر جلسہ میں شرکت کے باوجود انسان کے تقویٰ،اخلاق اور روحانیت میں کوئی ترقی پیدا نہ ہو تو جلسہ میں شامل ہونے کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔محض تعداد میں اضافہ یا حاضری کا بڑھ جانا حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے مقصد کو پورا نہیں کرتا بلکہ اصل کامیابی تقویٰ اور روحانی ترقی ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک بیعت کا حقیقی مقصد کیا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:''بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولا کریم اور رسول مقبول ﷺ کی محبت دل پر غالب آجائے''یعنی بیعت کا مقصد دنیاوی محبتوں کو کم کر کے اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی محبت کو زندگی پر غالب کرنا ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی محبت کا حقیقی تقاضا کیا ہے؟

جواب: اس کا تقاضا یہ ہے کہ:انسان دین کو دنیا پر مقدم کرے۔عبادتوں کا حق ادا کرے۔قرآن وسنت کی تعلیم پر عمل کرے۔تقویٰ اختیار کرے۔دنیاوی نعمتوں کو اللہ تعالیٰ سے دور ہونے کا ذریعہ نہ بنائے۔ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھے۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ نے جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض کیا بیان فرمائی؟

جواب: حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:''خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا سے مفقود ہو گئی تھی اور وہ حقیقی تقویٰ و طہارت جو اس زمانہ میں پائی نہیں جاتی تھی اسے دوبارہ قائم کرے۔''

سوال: حضرت مسیح موعودؑ نے جماعت کو کس بلند روحانی مقام کے حصول کی تلقین فرمائی؟

جواب: آپؑ نے فرمایا:"ہماری جماعت تقویٰ سے کام لے اور اولیاء بننے کی کوشش کرے۔"یعنی ہر احمدی کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے،عبادت گزار بننے اور روحانی ترقی کی راہوں پر چلنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

سوال: اولیاء اللہ کی کیا علامات ہیں؟

جواب: اولیاء اللہ:ہر وقت خدا تعالیٰ کی رضا کے طالب ہوتے ہیں۔ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔عبادتوں کی پابندی کرتے ہیں۔دنیاوی مصروفیات کے باوجود خدا کو یاد رکھتے ہیں۔اپنے ہر عمل میں خدا تعالیٰ کی خوشنودی تلاش کرتے ہیں۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ نے اللہ تعالیٰ کی یاد اور محبت کو کس مثال سے سمجھایا؟

جواب: آپؑ نے فرمایا کہ جس طرح کسی بیمار بچے کا باپ ہر وقت اپنے بچے کی فکر میں رہتا ہے،اسی طرح خدا تعالیٰ سے حقیقی محبت رکھنے والا شخص ہر حالت میں خدا کو یاد رکھتا ہے اور اس سے غافل نہیں ہوتا۔

☆......☆......☆

مجلس عرفان

نیشنل مجلسِ عاملہ لجنہ اماء اللہ وصدران سوئٹزرلینڈ کے ایک وفد کی حضرت امیر المؤمنین سے بالمشافہ ملاقات

بمقام اسلام آباد (ٹلفورڈ، یوکے) مورخہ 26/جنوری 2025ء

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ اراکین نیشنل مجلس عاملہ وصدران لجنہ اماء اللہ سوئٹزرلینڈ کی ملاقات

دورانِ ملاقات تمام عاملہ ممبرات کو حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کے حوالے سے تعارف پیش کرنے اور اپنے متعلقہ شعبہ جات میں کام کو مزید مؤثر اور احسن رنگ میں سرانجام دینے کی بابت بیش قیمت راہنمائی حاصل کرنے کا بھی موقع ملا۔

ایک عاملہ ممبر نے اس مشکل کا ذکر کیا کہ بعض لجنہ کی ممبرات لجنہ اماء اللہ کی طرف سے تیار کردہ پروگراموں میں شرکت نہیں کرتیں، نیز اس ضمن میں حضورِ انور سے راہنمائی طلب کی۔

اس کے جواب میں حضورِ انور نے ایسی لجنہ ممبرات کی نفسیات اور رجحانات کو سمجھنا ضروری قرار دیتے ہوئے توجہ دلائی کہ سب سے پہلے یہ دیکھو کہ ان کے مزاج کیسے ہیں۔ یہاں پیدا ہوئی اَور پلی بڑھی ہیں، ان کے مزاج کیسے ہیں، وہ کس قسم کے پروگرام چاہتی ہیں؟

حضورِ انور نے واضح فرمایا کہ یہ تو آپ کی سیکرٹری تربیت کا کام ہے کہ ان سے پوچھیں کہ ہم تربیت کے پروگرام بنا رہے ہیں تو کس قسم کے بنائیں؟ ناصرات کے پروگرام ترتیب دینا سیکرٹری ناصرات کا کام ہے، ان سے پوچھیں کہ کس قسم کے پروگرام بنائیں، تو جو اُن کے انٹرسٹ (دلچسپی) کے پروگرام ہوتے ہیں، ان کو بنائیں، تو اس میں ان کا انٹرسٹ ڈیویلپ (پیدا) ہوگا۔ پھر آہستہ آہستہ باقی کاموں میں بھی وہ آپ کے ساتھ تعاون کریں گی۔

سیکرٹری تربیت نے دورانِ ملاقات ایک اہم مسئلے کی جانب نشاندہی کی کہ جب لجنہ ممبرات سے ماہانہ تربیتی جائزے کے لیے نمازوں کی ادائیگی، تلاوتِ قرآن کریم یا خطبہ جمعہ سننے سے متعلق رپورٹ طلب کی جاتی ہے تو بعض ممبرات یہ جواب دیتی ہیں کہ یہ ہمارا اور خدا کا معاملہ ہے، آپ ہمیں کیوں بار بار تنگ کرتی ہیں؟ نیز حضورِ انور سے راہنمائی کی درخواست کی کہ ایسی صورت میں کس طرح مؤثر تربیت کی جاسکتی ہے؟

حضورِ انور نے اس پر فرمایا کہ ان کو کہیں کہ خدا کا معاملہ تو ہے، مگر جماعت کا بھی ایک نظام ہے، تاکہ ہمیں پتا لگے کہ ہمارا جماعتی نظام ترقی کر رہا ہے یا نیچے جا رہا ہے۔ اس لیے ہم انفارمیشن (معلومات) لیتے ہیں کہ آپ لوگ نمازوں میں باقاعدہ ہیں کہ نہیں، آپ لوگوں کی قرآن شریف کی طرف توجہ ہے کہ نہیں؟

حضورِ انور نے توجہ دلائی کہ اس کا تو قرآنِ شریف میں بھی حکم ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے یہی حکم دیا تھا کہ نصیحت کرتے جاؤ اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جماعت کے ساتھ وابستہ رہو اور جماعت جو نصیحت کرتی ہے، اس کے اوپر چلو گے تو تمہارے اندر اکائی پیدا ہوگی اور جب تم یہ ساری باتیں کر رہے ہو گے تو تبھی فائدہ ہوگا۔

حضورِ انور نے دینی امور کے حوالے سے پند و نصیحت کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ اب اگر کوئی کہہ دے کہ ہمیں کچھ نہ کہو تو پھر اللہ تعالیٰ کو مردوں کو یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ نماز باجماعت ادا کرو یا عورتوں کو کیوں کہنے کی ضرورت تھی کہ تم لوگ قرآنِ کریم بھی پڑھو، نمازیں بھی پڑھو، گھر کے فرائض بھی ادا کرو، حقوق اللہ بھی ادا کرو، حقوق العباد بھی ادا کرو اور اس کی تلقین کرنے کا ذکر ہے اور یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے کہ نصیحت کرو اور کرتے چلے جاؤ، تمہیں نصیحت کرنے والا بنایا ہے، کہو کہ اس لیے ہم کرتے ہیں۔

حضورِ انور نے مزید وضاحت کرتے ہوئے اس بات کا اعادہ فرمایا کہ باقی یہ جماعت کی اکائی کے لیے ضروری ہے کہ آپ لوگوں سے پوچھا جائے تاکہ ہمیں پتا لگے کہ ہم ترقی کر رہے ہیں یا نیچے جا رہے ہیں اور ہم اس کے مطابق پروگرام بناتے ہیں۔

حضورِ انور نے سوال کے نفسِ مضمون کی روشنی میں توجہ دلانے کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے فرمایا کہ تو یہ کہہ دینا کہ ہمارا اور خدا کا معاملہ ہے، یہ ٹھیک نہیں ہے، اگر اتنی ہی بات تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں فرمایا تھا کہ جو لوگ نمازیں پڑھنے نہیں آتے، عشاء کی نماز پر نہیں آتے یا فجر پر نہیں آتے تو میرا دل چاہتا ہے کہ کسی کو امام مقرر کر کے جاؤں اور ان کے گھروں کو آگ لگا دوں حالانکہ آپؐ تو بڑے رحم دل تھے۔ یہ بات بتاتی ہے کہ توجہ دلانا اور یہ کہنا کہ تم لوگ نمازیں پڑھو اور یا جماعتی کاموں میں شامل ہو یا قرآنِ کریم پڑھو اور اس کی تعلیم پر عمل کرو، یہ ضروری ہے۔ قرآنِ کریم کی تعلیم بھی یہ کہتی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بھی یہ کہتا ہے کہ آپؐ صحابہؓ کو بار بار نصیحت کروایا کرتے تھے۔ اس زمانے میں اگر ہم نے حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کو ماننا ہے تو آپؑ بھی بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کی پیروی میں یہی کہتے ہیں کہ نصیحت پر عمل کرنا چاہیے اور جماعتی تعاون کرنا چاہیے تاکہ جماعت کی مضبوطی میں شاملِ حال ہو۔

حضورِ انور نے توجہ دلائی کہ باجماعت نمازیں پڑھنے کا بھی حکم اس لیے ہے، اپنے مردوں اور بچوں کو بھی کہیں کہ نمازیں پڑھا کرو۔ بصورتِ دیگر حضورِ انور نے متنبّہ فرمایا کہ کل کو پھر بچے بھی بگڑ جائیں گے، وہ بھی کہیں گے کہ ٹھیک ہے ہم آزاد ہیں، ہمیں دین کے معاملے میں کچھ نہ کہو۔ پھر یہ بعد میں روتے ہوئے آتے ہیں کہ ہماری لڑکی فلاں جگہ چلی گئی یا لڑکا فلاں جگہ چلا گیا، اِس میں یہ برائی پیدا ہوگئی اور اُس میں فلاں برائی پیدا ہوگئی تو پھر یہ شکایتیں بھی نہ کیا کرو۔ پھر ٹھیک ہے بچوں کو بھی آزادی دو، وہ جو چاہے مرضی کریں، چاہے وہ شراب پیئیں یا جُوا کھیلیں یا زنا کریں یا جو چاہے مرضی کرتے رہیں، پھر کیوں روکتے ہو؟

آخر میں حضورِ انور نے تاکید فرمائی کہ لیکن بات پیار اور حکمت سے کرنی ہے نہ کہ bluntly (سختی سے)۔ اگر آپ ایسا کریں گی تو پھر لوگ آپ کا گلا کاٹنے لگ جائیں گے۔

ایک لجنہ ممبر نے حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ سوئٹزرلینڈ میں اکثر لوگ اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ ان کو غیر مطلوب میل یعنی ڈاک کو اپنے لیٹر باکس میں پوسٹ کرنا پسند نہیں ہے، ممبرانِ جماعت اکثر تبلیغی leaflets (لیف لیٹس) کو پوسٹ کرتے ہیں، نیز استفسار کیا کہ آیا ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

حضورِ انور نے اس پر استفہامیہ انداز میں تبصرہ فرمایا کہ کیوں ڈالتے ہو، کوئی نہیں پسند کرتا تو وہ لیف لیٹس نکالے گا اور پھاڑ کے پھینک دے گا، اس کا فائدہ کیا ہے؟

اس پر سائل نے اس کی تائید میں عرض کیا کہ ایسے لوگ ہماری مسجد میں فون کرتے ہیں اور پھر برا بھی مناتے ہیں۔ تو حضورِ انور نے فرمایا کہ تو وہ ٹھیک کرتے ہیں۔

حضورِ انور نے مؤثر اور حکمت سے بھرپور تبلیغ کی جانب راہنمائی کرتے ہوئے توجہ دلائی کہ اس کی بجائے سڑک پر کھڑے ہو کر سٹال لگاؤ اور کہو کہ یہ اسلام کی تعلیم ہے، یہ ہم دے رہے ہیں، اگر تمہیں دلچسپی ہے تو ہمارا یہ پمفلٹ لو اور پڑھ لو۔ تو جو خوشی سے لے کے جاتا ہے، اس کو دو، کوئی یہ تو نہیں ہے کہ ہم نے دو لاکھ پمفلٹ تقسیم کرنا ہے، اس لیے لیٹر باکس میں ڈال دیا اور آسان کام کر دیا۔ ایک مہم بنا کے لڑکے اور بچے اور اطفال نکل آئے اور کہہ دیا کہ ہم نے بڑا کام کر لیا۔ یہ تو کوئی کام نہیں ہے، جس کام کا نتیجہ اچھا نہیں ہے، اس کام کو کرنے کا فائدہ کوئی نہیں۔ اس لیے انہی کو دو جو خوشی سے لینا چاہتے ہیں۔ دروازے پر جا کے ان سے کہو کہ یہ ہمارا پمفلٹ ہے، آپ کے لیٹر بکس پر تو لکھا ہوا ہے کہ نہیں ڈالنا، اگر آپ پسند کریں تو یہ لے لیں۔ نہیں تو السلام علیکم، وعلیکم السلام اور ہم جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے۔ تو اچھی wishes (خواہشات) کے ساتھ ان سے چھٹی لے کے آجاؤ تو وہ لوگ خوش ہو جائیں گے یا کہیں گے کہ آپ بڑے بااخلاق لوگ ہیں، کم از کم ہمارے سے پوچھ کر تو کام کر رہے ہیں۔

آخر میں حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ بھی ایک تبلیغ ہے، بلکہ اس پمفلٹ سے زیادہ اچھی تبلیغ ہے کہ تم contact (رابطہ) کر کے لوگوں کو السلام علیکم کر لیا کرو۔

ایک لجنہ ممبر نے دریافت کیا کہ ہم ان لڑکیوں کی کیسے مدد کر سکتی ہیں جو bullying یا سماجی تنہائی کا شکار ہو کر دوسروں سے دُور ہوگئی ہیں اور اس وجہ سے مسجد بھی آنا چھوڑ دیتی ہیں؟

حضورِ انور نے اس کا جواب دیتے ہوئے استفہامیہ انداز میں دریافت فرمایا کہ اگر سکول میں bullying کرتے ہیں اور تم لوگ ان کو ویلکم کرتے ہو اور ان کے جذبات کا خیال رکھتے ہو، ان کے سر پر ہاتھ رکھتے ہو، ان کو گلے لگاتے ہو، تو وہ تمہارے پاس آنا کیوں چھوڑیں گی؟

حضورِ انور نے ایسی لڑکیوں کے ذہن میں پائے جانے والے خدشہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کو یہ شک ہے کہ ہم تمہارے پاس جائیں گے تو تمہاری طرف سے بھی اسی طرح bullying ہوگی جس طرح ہمیں سکول میں ہوتی تھی۔

اس حوالے سے حضورِ انور نے تاکید فرمائی کہ ان کے گھر جاؤ، ان کو سمجھاؤ، ان سے پیار سے بات کرو اور ان سے کہو کہ تم ہمارے پاس آؤ۔ سکول میں تمہارا ماحول ایسا ہے، وہ تو دنیاداری کا ماحول ہے اور اس طرح ہوتا ہے، تم یہاں آؤ۔ ہم تمہیں welcome کرتے ہیں، ہم تمہیں پیار کرتے ہیں، ہم تمہیں جو activities (سرگرمیاں) ہیں ان میں حصّہ دار بناتے ہیں۔ اس لیے تم بغیر خوف کے ہمارے پاس آیا کرو۔ حضورِ انور نے دوبارہ اس نصیحت کا اعادہ فرمایا کہ ان کے گھر جا کے یا ان کو فون کر کے یہ کہو اور سمجھاؤ، ان کی اصلاح کرو اور ان کا شک اور خوف دُور کرو۔

حضورِ انور نے دریافت فرمایا کہ تمہارے ہاں کوئی psychiatrist (ماہرِ نفسیات) نہیں ہے؟ جس پر عرض کیا گیا کہ کچھ ایسی لجنہ ہیں کہ جنہوں نے سائیکالوجی (نفسیات) پڑھی ہوئی ہے۔ یہ سماعت فرما کر حضورِ انور نے فرمایا کہ سائیکاٹرسٹ سے ان کا علاج کرواؤ کہ کس طرح ہم نے ان کے دلوں میں سے شکوک نکالنے ہیں؟

بایں ہمہ حضورِ انور نے تلقین فرمائی کہ اور ان کو کمپنی دو، ان کو زیادہ احساس دلاؤ کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں تو وہ تعاون کریں

گی۔ نیز جواب کے آخر میں حضورِانور نے اس بات پر زور دیا کہ پیار سے سب کچھ جیتا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ دشمن سے بھی پیار سے بات کرو تو اس کا بھی دل نرم ہو جاتا ہے۔ تو یہ تمہارے اپنے لوگ ہیں، ان سے پیار سے بات کروگی تو کیوں نہیں دل نرم ہوگا؟ اللہ میاں تو کہتا ہے کہ جو دشمن تھے وہ وَلِیٌّ حَمِیۡمٌ ہو گئے، ایک دوسرے کے دوست بن گئے۔

اسی تناظر میں ایک اور لجنہ ممبر نے اپنے ذاتی مشاہدہ کا ذکر کرتے ہوئے عرض کیا کہ ایسی لڑکیاں کئی دفعہ اس بات سے بھی گھبراتی ہیں کہ اگر شاذ و نادر وہ آ بھی جائیں گی تو انہیں بڑی عمر کی خواتین آنٹیوں کی تنقیدی نگاہوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اس پر حضورِانور نے ہدایت فرمائی کہ ان آنٹیوں کو کہو کہ اپنی آنکھیں بند کریں، اپنی حالت کو دیکھیں، اِستغفار کریں اور اپنی اصلاح کریں۔

حضورِانور نے متنبّہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پھر کہنا ہے کہ تم نے ان کو دوڑایا ہے، تمہیں تو مَیں سزا دیتا ہوں۔

حضورِانور نے اس بات پر زور دیا کہ آنٹیوں کو کہو کہ وہ خدا نہ بنیں اور پیار و محبّت سے پیش آئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ شریف میں یہی کہا ہے کہ ان لوگوں سے نرمی، پیار اور محبّت سے سلوک کرو جو تیرے پر ایمان لانے والے ہیں، اگر تم نے ان سے سختی کی تو یہ لوگ دوڑ جائیں گے۔ تو آنٹیوں سے کہو کہ تم دوڑانے والی نہ بنو، محبّت و پیار کر کے لانے والی بنو۔

[قارئین کی معلومات کے لیے عرض ہے کہ bullying (تضحیک یا بدسلوکی) ایک انگریزی اصطلاح ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کو جان بوجھ کر تنگ کرنا، اذیت دینا، تمسخر اُڑانا، ہنسی اور ٹھٹھے کا نشانہ بنانا یا تکلیف پہنچانا۔ یہ عمل جسمانی، ذہنی یا جذباتی طور پر اثر انداز ہو سکتا ہے، جیسے مار پیٹ، گالیاں دینا، کسی کو گروپ سے الگ کرنا، اس کے بارے میں افواہ پھیلانا یا جھوٹ کی تشہیر کرنا یا اسے سماجی سطح پر بدنام کرنا، سوشل میڈیا یا انٹرنیٹ پر تذلیل یا ہراساں کرنا وغیرہ وغیرہ۔ اس کا بنیادی مقصد کسی کی عزتِ نفس کو مجروح کرنا، اس کی تذلیل کرنا یا اسے کمزور بنانا ہوتا ہے۔ یہ عموماً طاقت کے فرق کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس تحقیر کے نتیجے میں متاثرہ شخص سماجی تنہائی کا شکار ہو سکتا ہے اور ساتھ ہی اسے خود اعتمادی کی کمی، ڈپریشن یا ذہنی پریشانی جیسے مسائل کا سامنا بھی ہو سکتا ہے۔ بدقسمتی سے عصرِ حاضر کے نام نہاد آزادی پسند معاشروں میں یہ رجحان تکلیف دہ حد تک رواج پا چکا ہے۔]

حضورِانور کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا جانے والا اگلا سوال یہ تھا کہ والدین کی بہت کوشش اور توجہ کے باوجود بعض بچے نوجوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی محض اپنے آپ کو اس معاشرے میں integrate (ضمّ) کرنے کے لیے غلط ایکٹیوٹیز (سرگرمیوں) میں مبتلا ہو جاتے ہیں، جن میں بعض اوقات حلال و حرام کا فرق بھی نہیں رہتا، حالانکہ ان بچوں کو بچپن ہی سے اچھائی اور برائی نیز حلال و حرام کا فرق سکھایا جاتا ہے، ایسی صورت میں بہترین اقدام کیا ہے؟

اس پر حضورِانور نے مفصّل راہنمائی فرمائی کہ بات یہ ہے کہ بچپن میں آپ لوگ حلال و حرام سکھاتے ہیں اور زیادہ ڈرانے والی باتیں کرتے ہیں۔ ڈرانے کی بجائے ان میں پیار سے محبّت والی باتیں پیدا کریں کہ یہ بات صحیح ہے اور اس لیے ہم نے کرنی ہے اور یہ بات غلط ہے، اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے، اسلام کو پسند نہیں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔ اس زمانے میں مسیحِ موعود علیہ السلام کو مانا ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ بات نہ کرو، جماعت کی جو ایک تعلیم ہے اس کے یہ خلاف ہے، اس لیے ہم یہ باتیں نہیں کرتے اور دنیا والے بہت سارے کرتے ہیں۔ حضورِانور نے اس بات پر زور دیا کہ اور یہ نہیں کہنا کہ دنیا والے جو ایسا کرتے ہیں تم ان سے نفرت کرو۔ جو یہ کرتے ہیں تو وہ غلط کرتے ہیں اور ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ سے ہے۔

حضورِانور نے تاکید فرمائی کہ اس لیے آہستہ آہستہ ان کے ذہنوں میں ڈالتے جاؤ۔ پندرہ سال کی لڑکی یا لڑکا جب ہو جاتا ہے، خاص طور پر لڑکے جب باہر جاتے ہیں تو زیادہ متاثر ہوتے ہیں تو ان کو بتاؤ کہ یہ برائیاں ہیں، ان سے تم نے بچ کے رہنا ہے اور یہ باپوں کا بھی کام ہے کہ بچوں کو اپنے ساتھ attach (منسلک) کریں اور ان کو سمجھاتے رہیں۔

حضورِانور نے عمدہ ذاتی نمونے پیش کرنے کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے توجہ دلائی کہ اگر باپ بھی نمازیں نہیں پڑھ رہے اور سارا دن اپنی مجلسوں میں بیٹھے آوارہ گردی کر رہے ہیں یا گھر بیٹھ کے انٹرنیٹ پر فضول قسم کے پروگرام دیکھتے جا رہے ہیں تو پھر بچوں پر کیا اثر ہوگا؟ تو پہلے اپنے گھر کے ماحول کو بھی تو پاکیزہ بنائیں۔ نصیحت کچھ ہے اور عمل کچھ ہے تو پھر بچے کہتے ہیں کہ اچھا! پھر ہم بھی یہی کریں گے، جو ہماری مرضی ہے۔

حضورِانور نے نصیحت فرمائی کہ پہلے اپنا جائزہ لیں کہ آپ کے گھر میں خاوند اور بیوی اس تعلیم کے مطابق عمل کر رہے ہیں، جو اسلامی تعلیم ہے، گھر کا رہن سہن اور معاشرتی زندگی، وہ پاک صاف ہے؟ اگر ہے تو بچوں پر بھی اچھا نیک اثر پڑے گا، نہیں تو پھر نصیحت تو کرنی نہیں چاہیے۔ اللہ تعالیٰ تو قرآنِ شریف میں بھی کہتا ہے جو تم خود نہیں کرتے تو پھر اس کی نصیحت بھی نہ کرو۔

ایک لجنہ ممبر نے راہنمائی طلب کی کہ مغربی اقوام کی مذہب سے دُوری اور لادینیت کے باوجود ان کا سائنس، ٹیکنالوجی، معاشیات اور تحقیق کے میدان میں دنیا پر حکومت کرنا، کیا خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک انعام ہے یا آزمائش نیز بچوں کی تعلیم و تربیت میں اس پہلو کو بیان کرنے کے لیے کیا حکمت اختیار کی جائے؟

حضورِانور نے اس پر راہنمائی فرمائی کہ سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو خود کہہ دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی بڑی وضاحت فرمائی کہ یہ جو دنیاوی قومیں ہیں، جو دجّال ہیں، اس کی دائیں آنکھ کمزور ہوگی اور بائیں آنکھ بڑی تیز ہوگی۔

حضورِانور نے وضاحت فرمائی کہ بائیں آنکھ کون سی ہے، یہ دنیا داری ہے، بزنس ہے، تجارت ہے اور سائنس ہے، اس میں تو ترقی کرتے جائیں گے اور کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی کہا تھا کہ ان کو مَیں بہت کچھ نوازوں گا، لیکن جو اِن میں سے غلط کاموں میں پڑیں گے، ان کو سزا بھی بڑی دوں گا۔ تو اس دنیا میں اللہ تعالیٰ سزا نہیں دے گا، تو اگلے جہان میں دے دے گا، ہمیں تو نہیں پتا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک ہونا ہے؟ اور دین کا علم دائیں آنکھ ہے، اس کے لیے مسلمانوں سے وعدہ ہے کہ تم لوگ اگر عمل کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس دنیا میں بھی رِیوارڈ (اجر) دے گا اور اگلے جہان میں بھی دے گا۔ اب آپ کا دین کا کام ہے، اللہ تعالیٰ نے ریوارڈ دیا ہوا ہے، دنیا کا بھی دیا ہوا ہے اور دین پر بھی قائم ہیں۔ اگلے جہان میں بھی اللہ تعالیٰ کرے کہ بہتر ریوارڈ دے۔

حضورِانور نے تاکید فرمائی کہ جو پڑھی لکھی عورتیں یا لڑکیاں ہیں تو یہ اپنی مثال دیا کریں کہ ڈاکٹر ہیں، انجینئر ہیں، وکیل ہیں، سائنٹسٹ ہیں کہ دیکھو! یہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم ہے اور اس پر عمل کر کے ہم یہ کر رہے ہیں۔ ان کو تو اس دنیا میں ہی اللہ تعالیٰ نے دے دیا، لیکن اگلے جہان میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ مَیں ان کو اچھی طرح پکڑوں گا۔ البتہ جو مومن ہے اگر کسی فیلڈ میں جا رہا ہے اور محنت کر رہا ہے تو اسے یہاں رِیوارڈ تو ملے گا، لیکن کم محنت سے اس کو زیادہ ریوارڈ مل جائے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے۔ یا کم محنت سے اس کے اچھے نتائج نکل آئیں گے اور اگلے جہان جا کے تو اس کی موجیں ہی موجیں ہیں جو کہ دوسروں کی نہیں ہیں۔ تو اس طرح سمجھایا کریں۔

حضورِانور نے اس بات کا اعادہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تو کہہ دیا تھا کہ مَیں ان کو دنیاوی ترقی دوں گا، تو اللہ تعالیٰ اس کے مطابق ان کو دنیاوی ترقی دے رہا ہے۔

حضورِانور نے اس حقیقت کی جانب بھی توجہ مبذول کرائی کہ حضرت عیسیٰؑ نے جب ان کے لیے روٹی مانگی تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ٹھیک ہے ان کو سارا کچھ دے دوں گا، لیکن جب میری پکڑ آئے گی وہ بھی سخت ہوگی، تو یہ پکڑ نہیں ہو رہی تو اور کیا ہو رہا ہے کہ کبھی کہیں برف کا طوفان آ رہا ہے، کہیں لاس اینجلس میں آگیں لگ رہی ہیں، کہیں اور طوفان آ رہے ہیں۔ اس کے بدلے وہ مسلمانوں سے یہ لیتے ہیں کہ بم مارتے ہیں اور مسلمانوں کے بھی عمل کوئی نہیں ہیں، اس لیے وہ بھی اپنے عملوں کا نتیجہ دیکھ رہے ہیں۔

حضورِانور نے نشاندہی فرمائی کہ تو غلطیاں تو ہماری بھی ہیں، ہم کون سے صحیح طرح مومن بن کے رہ رہے ہیں؟ اگر صحیح مومن بن کے رہیں تو پھر اللہ تعالیٰ سے شکوہ نہ کریں کہ ان کو یہ ملا ہے اور ہمیں نہیں ملا۔

حضورِانور نے آخر میں ذاتی اصلاح اور مثبت سوچ پیدا کرنے کے حوالے سے راہنمائی فرمائی کہ پہلے ان سے پوچھو کہ تم نے اللہ کا حق ادا کیا ہے؟ پانچ وقت نماز تو ہم پڑھتے نہیں، کسی سے پوچھو تو کہتا ہے کہ مَیں بس کوئی تین نمازیں پڑھ لیتا ہوں اور باقی کی کوشش کرتا ہوں، کوشش کیا کرتا ہوں، کبھی کھانے کے بارے میں بھی کہتے ہو کہ مَیں کوشش کرتا ہوں؟ تو اگر انسان سوچ رہا ہو، عقل ہو، تو ہر چیز میں سے اچھا پہلو اور سبق نکال سکتا ہے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 6 فروری 2025ء)

(باقی آئندہ انشاءاللہ۔)

✵✵✵

اعلان نکاح

عزیزہ مکرمہ مہرین اسحٰق بنت مکرم محمد اسحٰق صاحب آف جرمنی کا نکاح عزیزم مکرم دبیر احمد ولد مکرم سفیر احمد شمیم صاحب آف قادیان کے ہمراہ سات ہزار یورو حق مہر پر مکرم تنویر احمد خادم صاحب انچارج شعبہ رشتہ ناطہ نے ۷/جون کو بعد نماز عصر مسجد مبارک قادیان میں پڑھایا۔

اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

(ادارہ)

خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبتِ الٰہی، کامل توکل اور زندہ تعلقِ خداوندی

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 02 جنوری 2026ء بطرز سوال وجواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: خطبہ جمعہ 02 جنوری 2026ء کا مرکزی موضوع کیا تھا؟

جواب: اس خطبہ جمعہ کا مرکزی موضوع حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی محبتِ الٰہی، عشقِ خداوندی، کامل توکل علی اللہ، اطاعت رسول ﷺ، قربانی، استقامت اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے متعدد واقعات اور روایات کے ذریعہ واضح فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کا ہر لمحہ خدا تعالیٰ کی محبت اور رضا کے حصول کے لیے وقف تھا۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ نے اللہ تعالیٰ کی محبت کو اپنے الفاظ میں کس طرح بیان فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: ’’ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے، ہماری اعلیٰ لذتیں ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی‘‘ آپؑ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی محبت ایسی دولت ہے جس کے حصول کے لیے جان تک قربان کی جاسکتی ہے اور یہی حقیقی نجات اور دائمی خوشی کا سرچشمہ ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کامیابیوں اور روحانی مقامات کا سبب کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ مجھے یہ سب کچھ اپنی ذاتی قابلیت کی وجہ سے نہیں ملا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور آنحضرت ﷺ کی کامل اتباع کا نتیجہ ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ میرے دل میں فطرتاً اللہ تعالیٰ کی طرف ایک ایسی وفادارانہ کشش رکھی گئی ہے جو کسی روک سے رک نہیں سکتی۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ کا خدا تعالیٰ پر توکل کس واقعہ سے نمایاں ہوتا ہے؟

جواب: کرم دین مقدمہ کے دوران جب مخالفین نے مجسٹریٹ کو حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف بھڑکایا اور آپؑ کی گرفتاری کا منصوبہ بنایا تو آپؑ نے فرمایا: ’’میں اس کا شکار نہیں ہوں، میں شیر ہوں اور شیر بھی خدا کا شیر‘‘ یہ الفاظ اللہ تعالیٰ پر کامل یقین، استقامت اور توکل کا عظیم نمونہ ہیں۔

سوال: گرفتاری اور ہتھکڑیوں کے خدشہ پر حضرت مسیح موعودؑ کا کیا ردِعمل تھا؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: ’’میں نے تو خدا کے سامنے پیش کیا ہے کہ میں تیرے دین کی خاطر اپنے ہاتھ اور پاؤں میں لوہا پہننے کو تیار ہوں‘‘، لیکن ساتھ ہی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے ماموروں کو ذلت نہیں دیتا بلکہ عزت کے ساتھ نجات عطا فرماتا ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ کو بچپن سے عبادت کا کس قدر شوق تھا؟

جواب: آپؑ کے والد صاحب فرمایا کرتے تھے: ’’میرا ایک چھوٹا لڑکا ہے مگر وہ تازہ شادی شدہ دلہنوں کی طرح کم نظر آتا ہے، اگر اسے دیکھنا ہو تو مسجد میں تلاش کرو‘‘۔ یہ آپؑ کی عبادت گزاری اور خلوت پسندی کا ثبوت ہے۔

سوال: قدرتی مناظر کو دیکھ کر حضرت مسیح موعودؑ کی کیا کیفیت ہوتی تھی؟

جواب: آپؑ فرماتے ہیں: "جب کبھی ڈلہوزی جانے کا اتفاق ہوتا تو پہاڑوں کے سبزہ زاروں اور بہتے پانیوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد کا جوش پیدا ہوتا۔" یعنی قدرت کے ہر منظر میں آپؑ کو خدا تعالیٰ کی عظمت نظر آتی تھی۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے کس قدر غیرت تھی؟

جواب: جب کسی نے ایک ایسے شخص کی تعریف کی جو خدا تعالیٰ کا منکر اور دین کا مخالف تھا تو آپؑ نے سخت ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: ’’بدبخت! تُو میرے گھر میں میرے خدا کے دشمن کی تعریف کرتی ہے؟‘‘ یہ غیرتِ ایمانی اور محبتِ الٰہی کا عظیم نمونہ تھا۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ نے اللہ تعالیٰ کی محبت میں اپنی وفاداری کا اظہار کس طرح فرمایا؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: ’’اے میرے مولیٰ! اے میرے محبوب! دنیا مجھے کافر کہتی ہے مگر کیا تجھ سے زیادہ پیارا مجھے کوئی اور مل سکتا ہے؟‘‘ یہ الفاظ عشقِ الٰہی کے بلند ترین اظہار ہیں۔

سوال: سالِ نو کے آغاز پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو کس بات کی تلقین فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: دعا کریں کہ نیا سال بے شمار برکتوں کا سال ہو۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو ترقیات سے نوازے۔ مخالفین کے منصوبے ناکام ہوں۔ دنیا میں امن قائم ہو۔ مظلوم احمدیوں اور اسیرانِ راہِ مولیٰ کے لیے خصوصی دعائیں کی جائیں۔

سوال: پاکستان کے اسیر احمدیوں کے بارے میں حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں اور "لوہے کے کڑے" پہنے ہوئے ہیں۔ ان کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جلد رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔

☆......☆......☆

اعلان نکاح از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 11/اپریل 2026ء بعد نماز عصر بمقام مسجد مبارک اسلام آباد میں درج ذیل 06 نکاحوں کا اعلان فرمایا:

(1) مکرمہ انیلہ احمد صاحبہ بنت مکرم طاہر احمد صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم لقمان بابر احمد صاحب (مربی سلسلہ جرمنی) ابن مکرم مبشر احمد صاحب (جرمنی)

(2) مکرمہ سوہا روحی صاحبہ بنت مکرم نوید احمد صدیقی صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم بازل عمران صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم محمد شفیق صاحب (یوکے)

(3) مکرمہ انیقہ بٹ صاحبہ (واقفہ نو) بنت مکرم محمد شفیق بٹ صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم سعد انوار بھٹی صاحب ابن مکرم انوار احمد بھٹی صاحب (جرمنی)

(4) مکرمہ امتہ الحیٔ بٹ صاحبہ بنت مکرم محمد اسلم بٹ صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم عمر سعید خان صاحب ابن مکرم سعید اللہ خان صاحب (جرمنی)

(5) مکرمہ آمنہ حلیمہ سہیل صاحبہ بنت مکرم ملک عبدالسمیع سہیل صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم محمد کامران شاہد صاحب ابن مکرم ڈاکٹر محمد سلیم شاہد صاحب (یوکے)

(6) مکرمہ بریرہ احمد صاحبہ بنت مکرم محمد رفیق اکمل صاحب مرحوم (یوکے) ہمراہ مکرم وجاہت احمد صاحب ابن مکرم بشارت احمد صاحب (یوکے)

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز طرفین کیلئے مبارک فرمائے اور نئے رشتے کے بندھن میں بندھنے والوں کو دین و دنیا کے ثمرات سے نوازے۔ آمین۔

☼☼☼

ارشادِ نبوی ﷺ

حضرت علی بن ابی طالبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ دل سے خدا کی شناخت ہو، زبان سے اس کا اقرار ہو اور اس کے احکام پر عمل ہو۔
(ابن ماجہ باب فی الایمان)

طالبِ دعا: شیخ صادق علی و افرادِ خاندان (جماعت احمدیہ تالبرکوٹ، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

مخالفین کے ساتھ دشمنی سے پیش نہیں آنا چاہیے
بلکہ زیادہ تر دعا سے کام لینا چاہیے اور دیگر وسائل سے کوشش کرنی چاہیے۔
(ملفوظات، جلد اول صفحہ 7، مطبوعہ 2018 قادیان)

طالبِ دُعا: جے عظیم احمد ولد مکرم جے وسیم احمد صاحب امیر ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

دیں کی نصرت کیلئے اِک آسماں پر شور ہے ☼ اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے ☼ جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اک عالَم دکھاتی ہے

طالبِ دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اگر دِل میں تمہارے شر نہیں ہے ☼ تو پھر کیوں ظنِ بد سے ڈر نہیں ہے

کوئی جو ظنِ بد رکھتا ہے عادت ☼ بدی سے خود وہ رکھتا ہے اِرادت

طالبِ دعا: محمد نور اللہ شریف صاحب مرحوم و افرادِ خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

نماز جنازہ حاضر و غائب

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 30 دسمبر 2025ء بروز منگل بارہ بجے بعد دوپہر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر وجنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم ملک لطیف احمد خان صاحب ابن مکرم ملک صدیق احمد خان صاحب (آف دیپال پور اوکاڑہ حال ٹال ورتھ۔لندن)

۲۳ دسمبر ۲۰۲۵ء کو ۸۴ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ حضرت حافظ نبی بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑپوتے تھے۔آپ نے تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے اس وقت تعلیم حاصل کی جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کالج کے پرنسپل تھے۔مرحوم پابند صوم وصلوٰۃ ایک نیک اور دعا گو بزرگ تھے۔تلاوت قرآن کریم میں باقاعدہ تھے اور رمضان کے دوران چار پانچ مرتبہ قرآن کریم کا دور مکمل کیا کرتے تھے۔پسماندگان میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔آپ کے بیٹے مکرم حارث ملک صاحب بطور صدر جماعت Tolworth اور داماد مکرم محمد محمود خان صاحب نائب صدر مجلس انصار اللہ یوکے کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

۱۔مکرم مبارک احمد راجوری صاحب ابن مکرم میاں محمد اسماعیل صاحب (کراچی)

۷ دسمبر ۲۰۲۵ء کو ۹۲ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ چار کوٹ ضلع راجوری سے تعلق رکھتے تھے۔آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ 1894ء میں آپ کے نانا حضرت قاضی محمد اکبر صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہوا۔پاکستان بننے کے بعد آپ نے ہجرت کر کے کنری رہائش اختیار کی۔آپ کو اپنے آبائی علاقہ اور خاندان کے حالات و تاریخ ''چارکوٹ کے درویش'' کے نام سے جمع کرنے اور شائع کروانے کی توفیق ملی۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ذاتی شفقت کے نتیجہ میں آپ نے 1955ء میں تعلیم الاسلام سکول سے میٹرک کیا اور پھر تعلیم الاسلام کالج سے انٹر کرنے کے بعد کراچی یونیورسٹی سے B.Com کیا۔آپ دوران طالب علمی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بہت سی شفقتوں اور احسانات کے مورد رہے جس کا ذکر آپ نے اپنی تصنیف میں بھی کیا ہے۔آپ کو بطور صدر حلقہ عزیز آباد خدمت کی توفیق ملی۔خدا تعالیٰ سے قلبی لگاؤ تھا اور نماز تہجد میں بڑے باقاعدہ تھے۔چندہ جات قبل از وقت ادا کرنا آپ کا خاص وصف تھا۔خلافت سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔آپ نے بچوں کو اچھی تعلیم دلوائی۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں دو بیٹے اور سات بیٹیاں شامل ہیں۔آپ مکرم مصباح الدین مبارک محمود صاحب اور مکرم برہان الدین احمد محمود صاحب کے چچا اور مکرم شکیل احمد قریشی صاحب کے ماموں تھے۔

۲۔مکرم مصطفی ابواللیف صاحب (صدر جماعت ضلع سوہاج۔مصر)

۳۰ نومبر ۲۰۲۵ء کو ایک حادثہ میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔مکرم اسامہ عبدالعظیم صاحب کہتے ہیں کہ مرحوم مالی قربانی میں باقاعدہ تھے۔اپنے گھر کا ایک حصہ علاقہ کے احمدیوں کی نماز جمعہ کے لیے مخصوص کیا ہوا تھا۔اپنے ضلع کے احمدیوں کا بڑا خیال رکھتے تھے۔سب سے ہمدردی، مدد اور راہنمائی کی کوشش کرتے تھے۔خاکسار کے ساتھ بڑا محبت واحترام کا تعلق تھا۔حالانکہ مجھ سے عمر میں بڑے تھے اور بیعت بھی مجھ سے پہلے کی تھی۔وفات سے قبل ایک بڑی رقم جماعت کو پیش کی۔مکرم ڈاکٹر حاتم صاحب کہتے ہیں کہ مرحوم نے ۲۰۰۸ء میں بیعت کی تھی۔بڑے متعصب اور متشدد قبائلی علاقہ میں رہتے تھے اور بیعت کے بعد انہیں سرکاری سکول میں ٹیچنگ میں بھی مشکلات کا سامنا رہا۔۲۰۱۰ء میں جب حکومتی اداروں نے مختلف اضلاع کے بعض احمدیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالا تو مرحوم بھی ان اسیران میں شامل تھے۔آپ نے بڑے حوصلہ سے تین ماہ کی جیل کاٹی اور کوئی شکوہ نہیں کیا۔بڑے صبر اور سکون سے عہد بیعت کو اطاعت کے ساتھ نبھایا اور اپنی جماعتی ذمہ داریاں حتی الوسع ادا کرتے رہے۔آپ کی دو شادیاں ہوئی تھیں۔پہلی بیوی سے تمام اولاد غیر احمدی ہے۔جبکہ دوسری اہلیہ سے ایک بیٹی اور دو بیٹے ہیں جو اہلیہ سمیت سب احمدی ہیں۔ان کے علاوہ آپ کے ایک بھائی بھی احمدی ہیں۔

۳۔مکرم مبارک احمد عطاء صاحب (ہالینڈ)

۲۴ ستمبر ۲۰۲۵ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ مکرم غلام احمد عطاء صاحب مرحوم (سابق وکیل الزراعت ربوہ) کے بیٹے تھے۔مرحوم پیشے کے لحاظ سے ویٹرنری ڈاکٹر تھے اور گورنمنٹ سروس کے سلسلہ میں لمبا عرصہ سندھ میں مقیم رہے۔ریٹائرمنٹ کے وقت کراچی میں تعینات تھے جہاں احمدی ہونے کی وجہ سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا اور ڈائریکٹر کے عہدے پر ترقی کے احکامات جاری ہونے کے باوجود اس سے محروم رکھا گیا۔لیکن آپ پھر بھی ڈٹ کر اپنے فرائض دیانتداری اور فرض شناسی کے ساتھ سرانجام دیتے رہے۔مرحوم نے کراچی میں قاضی سلسلہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ریٹائرمنٹ کے بعد اپنی اہلیہ اور بیٹی کے پاس ہالینڈ آگئے تھے۔آپ نہایت مخلص اور نافع الناس انسان تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔آپ مکرم منصور احمد عطاء صاحب (واقف زندگی شعبہ مرکز آئی ٹی اسلام آباد۔یوکے) کے تایا تھے۔

۴۔مکرمہ بشریٰ سہیل صاحبہ اہلیہ مکرم سہیل احمد صاحب (کلکتہ۔انڈیا)

16 نومبر 2025ء کو 60 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ کی شادی ہندوستان میں ہوئی تھی۔آپ مکرم راحت حسین صاحب مرحوم (لاہور) کی بیٹی اور سابق امیر جماعت کلکتہ مکرم محمد نور عالم صاحب کی بہو تھیں۔مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، ہر ایک کا خیال رکھنے والی، عبادت گزار، غریب پرور، بڑی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔اپنی تکلیف دہ بیماری کو بہت صبر وحوصلہ کے ساتھ برداشت کیا۔پسماندگان میں شوہر کے علاوہ ایک بیٹا، چار بھائی اور ایک بہن شامل ہیں۔آپ مکرم عبدالخالق تعلقدار صاحب (انچارج انصار سیکشن مرکزیہ) کی عزیزہ تھیں۔

۵۔مکرمہ مسرت بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چودھری ظفر صاحب مرحوم (آف شیخوپورہ حال نیویارک)

13 ستمبر 2025ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ کا تعلق چھور ضلع سیالکوٹ سے تھا۔آپ کے والد مکرم چودھری محمد حسین صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت حاصل ہوئی۔آپ مکرم چودھری شاہ نواز صاحب اور مکرم چودھری نبی احمد صاحب کی کزن تھیں۔مرحومہ پنجوقتہ نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، تہجد گزار، مہمان نواز، بڑی ملنسار، نرم دل اور غریب پرور خاتون تھیں۔بہت سے غرباء کو اپنے گھر پر رکھ کر ان کا علاج کروایا اور غریب بچیوں کی شادیوں پر کھلے دل سے مدد کیا کرتی تھیں۔خلافت کے ساتھ گہرا اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔1989ء میں اپنے خاوند کے ساتھ امریکہ منتقل ہوئی تھیں۔آپ جماعتی پروگراموں میں بڑے شوق اور باقاعدگی سے شامل ہوتیں اور ایم ٹی اے کے پروگرام بھی بڑی باقاعدگی سے دیکھتی تھیں۔پسماندگان میں 2 بیٹے اور 3 بیٹیاں شامل ہیں۔آپ مکرم چودھری وسیم احمد صاحب (وکالت تبشیر یوکے) کی چچی تھیں۔

۶۔مکرمہ شمیم اختر صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر حاجی عبدالرحمن صاحب (سابق امیر وصدر جماعت ننکانہ صاحب۔حال برمنگھم ایسٹ۔یوکے)

7 اکتوبر 2025ء کو 73 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیہ حضرت مائی حکیمنی صاحبہ رضی اللہ عنہا کی پوتی تھیں۔مرحومہ پنجوقتہ نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، تہجد گزار، ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔خلافت سے گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔چندوں میں باقاعدہ اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔مرحومہ نے افریقہ میں پانی کے چار کنویں لگوانے کی توفیق پائی۔ایک مسجد کا کام بھی اپنی زندگی میں شروع کروایا جو تکمیل کے مراحل میں ہے۔پسماندگان میں 3 بیٹے اور 4 بیٹیاں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔آمین

☆......☆......☆

RAICHURI GROUP
BUILDERS & DEVELOPERS
طالب دعا
Abdul Rehman Raichuri
(Aka - Maqbool Ahmed)

RAICHURI GROUP OF COMPANIES
Raichuri Builders & Developers LLP
G M Builders & Developers
Raichuri Constructions
Our Corporate office
B Wing, Office no 007
Itkar Soc, Suresh Nagar, RTO, Andheri
West, Mumbai - 400053
Tel : 02226300634 / 9987652552
Email id :
raichuri.build.develop@gmail.com
gm.build.develop@gmail.com

مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ محمود آباد کشمیر کے آٹھویں سالانہ مقامی اجتماع کا شاندار انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے 14 جون 2026ء کو مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ محمود آباد کبیر کا ایک روزہ شاندار اور کامیاب لوکل اجتماع منعقد ہوا۔امسال کے اجتماع کے لئے مرکز کی طرف سے جس سالانہ تھیم کی منظوری موصول ہوئی تھی وہ ’’تقویٰ، خلافت اور خدمت‘‘ تھی۔

افتتاحی تقریب مکرم طارق بشارت نایک صاحب ضلع قائد ضلع کولگام زون اے کی صدارت میں منعقد ہوئی۔موصوف نے اجتماع کی تھیم کے پیش نظر خدمتِ خلق، خلافت اور تقویٰ کے اہم موضوعات پر وقت کی مناسبت سے روشنی ڈالی۔اس کے بعد مختلف علمی مقابلہ جات میں خدام واطفال نے بھر پور جوش وخروش کے ساتھ حصہ لیا۔ جن میں مقابلہ حسن قرات، نظم خوانی، تقاریر، کوئز پیغام رسانی وغیرہ شامل تھے۔مزید برآں مختلف ورزشی مقابلہ جات جیسے والی بال، رسہ کشی، خدام اور اطفال کے لیے مختلف کھیلوں کا بھی انعقاد ہوا۔اجتماع کا پروگرام شام 6:30 بجے اختتامی تقریب کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔اختتامی تقریب کی صدارت مکرم سید سجاد وفا صاحب امیر ضلع کولگام زون اے نے فرمائی۔اس طرح صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ اس پروگرم کا اختتام عمل میں آیا۔

اس اجتماع میں تقریباً 150 خدام، اطفال اور انصار بزرگان نے شرکت کی۔اجتماع کی جملہ کارروائیاں نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ انجام پذیر ہوئیں۔اللہ تعالیٰ تمام شاملین کو اس اجتماع کے فیض سے فیضیاب فرمائے۔آمین۔ (از شبیر احمد نایک قائد مجلس خدام الاحمدیہ محمود آباد کشمیر)

جماعت احمدیہ ریشی نگر ضلع شوپیان کے زیرِ اہتمام کیریئر کونسلنگ پروگرام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ریشی نگر، ضلع شوپیان کشمیر کے زیرِ اہتمام مورخہ 29 مئی 2026ء کو دسویں اور بارہویں جماعت کے کامیاب طلبہ وطالبات کے اعزاز میں ایک معلوماتی کیریئر کونسلنگ پروگرام منعقد ہوا۔

پروگرام کا آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا۔بعدازاں مکرم لئیق احمد گنائی صاحب سیکرٹری تعلیم ریشی نگر نے کامیاب طلبہ وطالبات کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے تعلیم کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور مختصر تعارفی خطاب کیا۔

اس موقع پر ماہرینِ تعلیم نے طلبہ وطالبات کی تعلیمی و پیشہ ورانہ رہنمائی کرتے ہوئے مختلف شعبہ جات مثلاً میڈیکل، انجینئرنگ، انفارمیشن ٹیکنالوجی، تدریس، انتظامیہ، تجارت، زراعت اور دیگر اہم میدانوں میں دستیاب مواقع اور داخلہ جات کے متعلق مفید معلومات فراہم کیں۔مقررین نے حصولِ علم کے تقاضوں اور مستقبل کی منصوبہ بندی کے حوالے سے بھی نہایت اہم نکات بیان کیے۔

پروگرام کے دوران 69 نمایاں کامیاب طلبہ وطالبات کو اسناد سے نوازا گیا۔اس تقریب میں طلبہ وطالبات کے والدین، مقامی مجلس عاملہ کے اراکین اور ذیلی تنظیموں کے عہدیداران نے بھی شرکت کی۔

اختتام پر مکرم خورشید احمد میر صاحب امیر جماعت احمدیہ ریشی نگر نے اپنے خطاب میں طلبہ وطالبات کو تعلیمی میدان میں مزید محنت اور اعلیٰ اخلاق اپنانے کی تلقین کی اور پروگرام کے انعقاد میں تعاون کرنے والے تمام احباب کا شکریہ ادا کیا۔

اللہ تعالیٰ اس پروگرام کے دوررس نتائج ظاہر فرمائے اور جملہ شاملین پروگرام کے لیے یہ پروگرام ہر لحاظ سے سودمند ثابت ہو۔آمین۔ (ادارہ)

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 12611: میں شاہدہ خاتون زوجہ مکرم شیخ کریم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 11 اکتوبر 1996ء تاریخ بیعت 1999 ساکن: شمس آباد پوبا مدنی پور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 16 ستمبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔کان کی بالی 3 گرام 22 کیریٹ۔حق مہر 20000 روپے۔زمین 1 ڈسمل جس کا کھتیان نمبر 15886 ہے اور اسکا پلاٹ نمبر 822 ہے۔میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 2000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد صغیر عالم الامۃ: شاہدہ خاتون گواہ: شہادت حسین راج

مسل نمبر 12613: میں عطیہ سلطان زوجہ مکرم منصور احمد خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 23 اگست 1970ء پیدائشی احمدی ساکن: سدھی ونایکا سلورا پارٹمنٹ سکندرآباد تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 27 اکتوبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: دو تولہ 22 کیریٹ۔حق مہر 25000 روپے۔میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 2500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: شیخ نورمیاں الامۃ: عطیہ سلطان گواہ: سید کلیم احمد

مسل نمبر 12614: میں راگد عائشہ وسیم بنت مکرم وسیم کوم صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی ساکن: کتھنگل ہاؤس کولم کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 17 دسمبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: کان کی بالیاں 6 گرام 22 کیریٹ، ایک عدد انگوٹھی 1.94 گرام 22 کیریٹ، نکلیس 8.99 گرام 22 کیریٹ۔میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد حنیز
الامۃ: راگد عائشہ وسیم گواہ: منظور احمد

مسل نمبر 12615: میں قاضی متیار رحمان ولد مکرم قاضی نعمت حسین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کھیتی باڑی تاریخ پیدائش 11 جنوری 1957 تاریخ پیدائش 1991 ساکن: سنست بربھوم صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15 دسمبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔10 کٹھہ زمین جسکا خسرہ نمبر 718 اور 1932 میرا گزارہ آمداز کھیتی باڑی ماہوار 6000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: میر مہر علی العبد: قاضی متیار رحمان گواہ: ناصر احمد زاہد

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تمہیں اپنے کاموں کی تکمیل کیلئے اگر کسی کی مدد کی ضرورت ہے تو وہ صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے جو حقیقی رنگ میں تمہاری مدد کرسکتی ہے، مدد کرنے کی طاقت رکھتی ہے اور مدد کرتی ہے اور یہ بات اتنی اہم ہے کہ ایک حقیقی مومن کو ہر وقت اسے اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ (خطبہ جمعہ 28 نومبر 2014)

طالب دعا: بی.ایس.عبدالرحیم ولد مکرم شیخ علی صاحب مرحوم (صدر جماعت احمدیہ منگلور، کرناٹک)

جماعت احمدیہ کیرنگ کے 59ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کیرنگ ومحمود آباد، اڑیسہ کے زیر اہتمام 9و10 مئی 2026ء کو دوروزہ جلسہ سالانہ نہایت کامیابی اورروحانی برکات کے ساتھ منعقد ہوا۔جلسہ میں اڑیسہ کے مختلف اضلاع کے علاوہ ملک کی 16 دیگر ریاستوں سے بھی احباب جماعت نے شرکت کی۔

مرکز احمدیت قادیان سے مکرم عطاء المجیب لون صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد جنوبی ہند نے شرکت فرمائی۔ جلسہ کی کامیابی کے لئے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں خط لکھا گیا۔الحمدللہ کہ حضور انور کی دعاؤں سے جلسہ کے ایام سے قبل جو شدید گرم موسم تھا وہ جلسہ کے ایام میں نہایت سہانا ہوگیا اور سامعین وشاملین نے بہت آرام سے جلسہ کے تمام پروگرام سنے۔ جلسہ میں محترم ایڈیشنل ناظر صاحب اصلاح وارشاد جنوبی ہند کے علاوہ قادیان سے مکرم شہاب الدین صاحب نائب ناظر بیت المال آمد اور مکرم ٹی ایم عبد المجیب صاحب نائب ناظم مال وقف جدید نے بھی شرکت کی۔ جبکہ مکرم شیخ ہارون صاحب امیر ضلع کٹک بھی اس جلسہ میں شامل ہوئے۔

جلسہ کے ایام میں جماعت احمدیہ کیرنگ ومحمود آباد کی چھ مساجد ونماز سنٹرز میں بیک وقت نماز تہجد باجماعت کا انتظام کیا گیا۔نماز فجر کے بعد اطاعتِ والدین، اولاد کی ذمہ داریاں اور توبہ کی حقیقت جیسے اہم موضوعات پر دروس دیے گئے جبکہ اجتماعی تلاوتِ قرآن کریم اور ریفریشمنٹ کا بھی انتظام تھا۔

9 مئی 2026ء کو منعقد ہونے والی پہلی نشست کی صدارت مکرم سیفدر احمد خان صاحب ضلعی امیر خردہ۔ نیا گڑھ نے کی۔اس موقع پر محترم مولوی حلیم خان صاحب شاہد مربی سلسلہ بھونیشور نے ''ہستی باری تعالیٰ قبولیتِ دعا کے آئینہ میں''، محترم مولوی مقصود علی احمد خان صاحب مبلغ سلسلہ سونگڑہ نے ''سیرت آنحضرت ﷺ (اہل وعیال سے حسنِ سلوک کے آئینہ میں)''، مولوی میر سبحان علی صاحب معلم سلسلہ کیرنگ نے ''اسلام میں قضائی نظام (قرآن وحدیث کی روشنی میں)'' اور مولوی میر عبدالحفیظ صاحب مبلغ انچارج ضلع بھدرک نے ''خلافت سے وابستگی اور اطاعت روحانی ترقی کا ذریعہ'' کے موضوعات پر تقاریر کیں۔ آخر میں مولوی محمد شہاب الدین صاحب نائب ناظر بیت المال آمد نے تقریر پیش کیا وراس کے بعد صدر مجلس نے صدارتی خطاب کیا۔

اسی روز شام کی دوسری نشست محترم شیخ ہارون رشید صاحب امیر ضلع کٹک کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ اس نشست میں مولوی نوید الفتح صاحب مربی سلسلہ بالاسور نے ''شرائطِ بیعت اور ہماری ذمہ داریاں''، مولوی عبدالرحیم صاحب درد مبلغ سلسلہ دھواں ساہی نے ''تربیتِ اولاد اور ہماری ذمہ داریاں''، مولوی شیخ ادریس صاحب انسپکٹر نظامت مال وقف جدید نے ''مالی قربانی کی اہمیت اور ہماری ذمہ داریاں'' اور مولوی شیخ عبدالقادر صاحب مبلغ سلسلہ دسپلہ نے ''چار نکاتی پروگرام اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوعات پر تقاریر کیں۔

10 مئی 2026ء کی صبح پہلی نشست میں لوائے احمدیت کی پرچم کشائی محترم مولوی عطاء المجیب صاحب لون (ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد جنوبی ہند) نے کی جبکہ صدارت مکرم وسیم احمد خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کیرنگ نے کی۔ اس نشست میں مولوی اختر الدین خان صاحب مبلغ سلسلہ محمود آباد نے ''لازمی چندہ جات ونظامِ وصیت کی اہمیت''، مولوی سید فضل نعیم صاحب مربی سلسلہ دعوت الی اللہ اڈیشہ نے ''دعوت الی اللہ ہر احمدی پر فرض ہے''، مولوی شیخ اسحاق صاحب مبلغ انچارج ضلع کٹک نے ''اسلام کی اخلاقی تعلیم'' اور مولوی حلیم احمد صاحب مبلغ سلسلہ کیرنگ و ضلعی انچارج خردہ۔ نیا گڑھ نے ''بدرسومات کے خلاف جہاد'' کے موضوعات پر تقاریر کیں جبکہ مولوی T.M عبدالمجیب صاحب نائب ناظم مال وقف جدید نے بھی حاضرین سے خطاب کیا۔

10 مئی کی اختتامی نشست محترم مولوی عطاء المجیب صاحب لون، ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد جنوبی ہند وصدر مجلس انصار اللہ بھارت کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ اس موقع پر مولوی فضل حق خان صاحب مبلغ سلسلہ کٹک نے ''مذہبی رواداری وآزادئ ضمیر'' کے موضوع پر اڑیہ زبان میں تقریر کی۔ بعدازاں میٹرک اور اس سے اعلیٰ جماعتوں میں 80 فیصد یا اس سے زائد نمبرات حاصل کرنے والے طلبہ وطالبات میں نقد انعامات اور میڈلز تقسیم کیے گئے۔ ان انعام یافتگان میں ایک غیر مسلم ہندو طالب علم بھی شامل تھا جس کے نہایت خوشگوار اثرات مرتب ہوئے۔ اس موقع پر خلفائے احمدیت کے جلسہ سالانہ کیرنگ کے لئے بھجوائے گئے سابقہ پیغامات بھی حاضرین کو سنائے گئے۔ آخر میں صدارتی خطاب، شکریہ اور اجتماعی دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

الحمدللہ جلسہ میں 116 غیر مسلم وغیر احمدی احباب نے شرکت کی جبکہ مختلف سرکاری، غیر سرکاری اداروں اور سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے 26 معزز مہمان بھی شامل ہوئے۔ مرکز کے تعاون سے جلسہ کی کارروائی آن لائن بھی نشر کی گئی جس سے تقریباً 215 افراد نے استفادہ کیا۔ جلسہ کی خبریں 24 اخبارات میں شائع ہوئیں۔

حاضری کے لحاظ سے جماعت احمدیہ کیرنگ ومحمود آباد سے 3500، اڑیسہ کی دیگر جماعتوں سے 1900 جبکہ دیگر

16 ریاستوں سے 93 مہمان شامل ہوئے۔ احباب جماعت نے مہمانوں کی رہائش کے لیے اپنے مکانات پیش کیے، آمدورفت کے لیے گاڑیاں مہیا کیں اور جلسہ گاہ واطراف کی صفائی وآرائش میں بھرپور تعاون کیا۔ اس طرح یہ جلسہ خوشگوار موسم، وسیع تبلیغی اثرات، بین الجماعتی اخوت اور غیر مسلم احباب کی نمایاں شرکت کے اعتبار سے نہایت بابرکت ثابت ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے نیک اثرات اور دوررس نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین۔

(از امیر جماعت احمدیہ کیرنگ اڈیشہ)

جماعت احمدیہ کولکاتہ کی مسجد ومشن ہاؤس کی تعمیرِ نو کا شاندار افتتاح

اللہ تعالیٰ کے فضل سے 12 اپریل 2026ء کو احمدیہ مشن ہاؤس ومسجد کولکاتہ کی تعمیرِ نو کا منصوبہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے عمل میں آیا۔ افتتاحی تقریب کا آغاز مکرم تنویر احمد بانی صاحب امیر جماعت احمدیہ کے ہاتھوں سنگِ افتتاح رکھنے سے ہوا۔ بعدازاں دیگر معزز احباب نے بھی باری باری اس تقریب میں شرکت کی۔ تقریب میں مقامی جماعت کے افراد، مجلس عاملہ کے اراکین اور ذیلی تنظیموں مجلس خدام الاحمدیہ، مجلس انصاراللہ اور لجنہ اماء اللہ کے نمائندگان نے بھی شرکت کی۔

اس موقع پر اس منصوبہ کے کامیاب آغاز پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے صدقہ وخیرات بھی کیا گیا۔ واضح رہے کہ جماعت احمدیہ کولکاتہ کا باقاعدہ قیام 1918ء میں عمل میں آیا تھا۔ ابتدائی دور میں نمازوں اور جماعتی پروگراموں کے لیے کرایہ کی عمارتوں اور دیگر عارضی مقامات کا استعمال کیا جاتا تھا۔ بعدازاں 1947ء میں پارک سرکس مین روڈ پر زمین حاصل کی گئی۔

تقسیمِ ہند کے باعث بعض انتظامی مشکلات پیش آئیں تاہم جماعتی کوششیں جاری رہیں۔ موجودہ مسجد کی بنیاد 16 ستمبر 1962ء کو حضرت میاں وسیم احمد صاحب سابق ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے رکھی جبکہ تعمیراتی کام مکرم مولانا بشیر احمد صاحب مبلغ سلسلہ کی نگرانی میں مکمل ہوا۔

مسجد کا باقاعدہ افتتاح 14 فروری 1964ء بروز جمعہ عمل میں آیا۔ اس کے بعد سے یہ مسجد اور مشن ہاؤس کولکاتہ اور مشرقی ہندوستان میں جماعتی، تبلیغی اور انتظامی سرگرمیوں کا اہم مرکز چلا آرہا ہے۔ اس مرکز کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خلافت پر متمکن ہونے سے قبل کی قدم بوسی نصیب ہے۔

علاوہ ازیں جماعت کی متعدد مرکزی شخصیات اور مبلغین کے دوروں سے بھی شرف حاصل ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ کلکتہ کی اس مسجد اور مشن ہاوس کی تعمیرِ نو جماعت کی اہم ضروریات کو پورا کرے اور مستقبل میں دینی و جماعتی سرگرمیوں کے فروغ میں معاون ثابت ہو۔ آمین۔

(از امیر جماعت احمدیہ کولکاتہ)

ارشاد حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ہم جو احمدی کہلاتے ہیں حقیقی احمدی اُسی وقت بن سکتے ہیں

جب ہم عارضی اور دنیاوی خواہشات اور لذّات کو اپنا مقصد نہ بنائیں

(خطبہ جمعہ مورخہ 05/مئی 2017ء)

طالب دعا : افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دارالرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
Weekly Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2026-28 Vol. 75 Thursday 25 june - 2026 Issue. 26

ACT. MANAGER
ATHAR AHMAD SHAMIM
Mobile : +91 99153 79255
e-mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Pebnr Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

خلاصہ خطبہ جمعہ

جُود وسخا کے حوالے سے آنحضور ﷺ کے اخلاقِ فاضلہ کا دل آویز تذکرہ۔

☆......جو مال بھی میرے پاس ہوگا مَیں اسے ہرگز تم سے چھپا کر نہیں رکھوں گا۔ اور جو سوال سے بچے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اسے بچائے گا اور جو دنیا کے مال سے بے نیاز ہونا چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کر دے گا اور جو اپنے نفس پر بوجھ ڈال کر صبر کرے گا اللہ تعالیٰ بھی اس کو صبر دے گا اور صبر سے بہتر اور وسیع کسی کو کوئی نعمت نہیں دی گئی

☆......آپؐ کے پاس ایک موقعے پر بہت سی بھیڑ بکریاں تھیں۔ ایک کافر نے کہا کہ آپؐ کے پاس اس قدر بھیڑ بکریاں جمع ہیں کہ قیصر وکسریٰ کے پاس بھی اس قدر نہیں۔ آپؐ نے اسی وقت سب اس کو بخش دیں وہ اسی وقت ایمان لے آیا کہ نبی کے سوا کوئی اس قدر عظیم الشان سخاوت نہیں کر سکتا (حضرت مسیح موعودؑ)

☆......ہر ایک خُلق اپنے اپنے محل اور موقعے پر ظاہر ہوتا تھا اور ان اخلاقِ فاضلہ میں آپؐ کی سخاوت بھی فی محلہٖ تھی اور ایثار بھی فی محلہٖ ہی تھا اور کرم بھی فی محلہٖ ہی تھا (حضرت مسیح موعودؑ)

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۹؍جون ۲۰۲۶ء بمطابق ۱۹؍احسان ۱۴۰۵ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آنحضرت ﷺ کی جُود وسخا کے حوالے سے بعض روایات پیش کروں گا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ انصار کے بعض لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے مانگا۔ آپؐ نے انہیں دیا۔ پھر انہوں نے مانگا اور آپؐ نے دیا۔ انہوں نے پھر مانگا اور آپؐ نے پھر دیا یہاں تک کہ آپؐ کے پاس جو کچھ تھا وہ ختم ہوگیا۔ آپؐ نے فرمایا

جو مال بھی میرے پاس ہوگا مَیں اسے ہرگز تم سے چھپا کر نہیں رکھوں گا۔ اور جو سوال سے بچے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اسے بچائے گا اور جو دنیا کے مال سے بے نیاز ہونا چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کر دے گا اور جو اپنے نفس پر بوجھ ڈال کر صبر کرے گا اللہ تعالیٰ بھی اس کو صبر دے گا اور صبر سے بہتر اور وسیع کسی کو کوئی نعمت نہیں دی گئی۔

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور مَیں ایک منہ زور اونٹ پر سوار تھا جو دوسری سواریوں سے آگے بڑھ جاتا تھا۔ حضرت عمرؓ اسے روکتے اور ڈانٹتے تھے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اونٹ مجھے قیمتاً دے دیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یہ آپؐ کا ہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے یہ فروخت کر دو۔ چنانچہ انہوں نے وہ اونٹ آپؐ کو فروخت کر دیا۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے عبداللہ بن عمر! اب یہ اونٹ تمہارا ہے۔ اب اس سے جو چاہو کرو۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ تحفہ دینے کا بھی انداز ہے۔ پھر یہ بھی سمجھا دیا کہ یہ تو جانور ہے اگر سواریوں سے آگے بڑھ جاتا ہے تو کوئی بات نہیں اور اب تو یہ اونٹ رسول اللہ ﷺ نے خرید لیا تو اگر یہ دوسری سواریوں سے آگے بڑھے گا بھی تو یہی کہا جائے گا کہ رسول اللہ ﷺ کا اونٹ ہی آگے بڑھا ہے۔

ایک غزوے میں حضرت جابرؓ کا اونٹ تھک گیا اور چلنے میں سست ہوگیا جس وجہ سے وہ لشکر سے پیچھے رہ گئے۔ رسول اللہ ﷺ اُن کے پاس آئے اور خیریت دریافت کی۔ جابرؓ نے اونٹ کی تھکاوٹ کا ذکر کیا۔ آنحضور ﷺ نے اپنی کھونٹی سے اونٹ کو کھینچا اور فرمایا کہ اب اس پر سوار ہو جاؤ۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ مَیں سوار ہوگیا اور مَیں نے دیکھا کہ وہ اتنا تیز ہوگیا کہ رسول اللہ ﷺ کی سواری سے بھی آگے بڑھنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ اونٹ جابرؓ سے ایک اوقیہ چاندی پر خرید لیا اور مدینے پہنچ کر وہ اونٹ اور اس کی قیمت دونوں حضرت جابرؓ کو دے دیے۔

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کچھ مانگا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میرے پاس اس وقت کچھ نہیں ہے۔ تم میرے نام سے چیزیں خرید لو جب میرے پاس کچھ آئے گا تو مَیں قیمت ادا کر دوں گا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس کو پہلے دے چکے ہیں اور جو آپ کی طاقت میں نہیں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا۔ آنحضور ﷺ نے حضرت عمرؓ کی بات ناپسند فرمائی۔ انصار میں سے ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ خرچ کریں اور خدائے ذوالعرش کی طرف سے فقر سے نہ ڈریں۔ انصاری کی اس بات پر آپؐ نے تبسّم فرمایا اور خوشی آپؐ کے چہرے سے ظاہر ہونے لگی۔ آپؐ نے فرمایا کہ اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔

آنحضور ﷺ کو ایک صحابیؓ نے کھجوریں اور ککڑیاں پیش کیں۔ اسی وقت آپؐ کے پاس بحرین سے سونے کے زیورات آئے۔ آنحضرت ﷺ نے مٹھی بھر زیوران کھجوروں اور ککڑیوں کے بدلے میں عطا فرما دیے۔

ایسا شخص جو مقروض فوت ہو جائے اور اس کی ادائیگی کے لیے اس نے مال نہ چھوڑا ہو تو آنحضور ﷺ مسلمانوں کو ارشاد فرماتے کہ تم اپنے بھائی کی نمازِ جنازہ پڑھ لو۔ آپؐ فرماتے مَیں مسلمانوں کا اُن کے رشتے داروں سے بھی زیادہ قریبی ہوں۔ اس لیے مومنوں میں سے جو فوت ہو اور وہ قرضہ چھوڑ جائے تو اس کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے اور جو مال چھوڑ جائے تو وہ اُس کے وارثوں کا ہے۔

حضورِ انور نے رسول اللہ ﷺ کے قرض کی ادائیگی کے حوالے سے حضرت بلالؓ کی تفصیلی روایت پیش فرمائی جس میں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی انداز میں قرض کی ادائیگی کا سامان اپنی جناب سے فرمایا۔ جب تمام قرض ادا ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے بلال! قرض کی ادائیگی کے بعد جو مال بچ گیا ہے اُسے غریبوں پر خرچ کر دو۔ وہ رات آپؐ نے مسجد میں گزاری اور گھر تشریف نہ لے گئے۔ اگلے روز پوچھنے پر بلالؓ نے بتایا کہ تمام مال خرچ ہوگیا ہے تو آپؐ نے اللہ کی بڑائی اور حمد بیان کی اور پھر آپؐ اپنی ازواج کے پاس تشریف لے گئے۔

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیرؓ کو جہاں تک ان کا گھوڑا دوڑے وہاں تک جاگیر عطا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ گھوڑا دوڑ کر رُک گیا تو زبیرؓ نے اپنا کوڑا پھینکا جو دُور تک گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے وہاں تک زمین دے دو جہاں تک اس کا کوڑا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ اپنے گھر میں آکر پوچھا کہ ہمارے گھر میں کیا ہے؟ حضرت عائشہؓ نے دو اشرفیاں نکال کر دیں کہ یہی ہیں۔ آنحضور ﷺ نے ہتھیلی پر وہ اشرفیاں رکھ لیں اور فرمایا کہ کیا حال ہے اُس نبی کا جو پیچھے دو اشرفیاں چھوڑ جائے اور پھر اُسی وقت وہ اشرفیاں تقسیم فرما دیں۔

حنین کی جنگ میں چھ ہزار یا آٹھ ہزار لونڈیاں اور غلام، چوبیس ہزار اونٹ اور چالیس ہزار سے زائد بھیڑ بکریاں، چار ہزار اوقیہ (چار سَو نوے کلوگرام) چاندی مالِ غنیمت میں حاصل ہوئی۔ آپؐ نے مالِ غنیمت کی تقسیم کا آغاز تالیفِ قلب سے کیا۔ یہ عرب کے بڑے لوگ تھے اور اپنے اپنے قبیلوں میں شرف اور بزرگی کا مقام رکھتے تھے۔ آپؐ نے انہیں مانوس کرنے کے لیے مال عطا فرمایا۔

آپؐ نے اس موقعے پر ابوسفیان اور اُن کے بیٹوں کو اس قدر مال عطا فرمایا کہ

ابوسفیان بول اٹھے کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کریم ہیں۔ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ مَیں نے آپؐ سے جنگیں کی ہیں اور آپؐ کیا ہی اچھے جنگجو ہیں اور مَیں نے آپؐ سے صلح کی ہے اور آپؐ کیا ہی اچھی صلح کرنے والے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ

آپؐ کے پاس ایک موقعے پر بہت سی بھیڑ بکریاں تھیں۔ ایک کافر نے کہا کہ آپؐ کے پاس اس قدر بھیڑ بکریاں جمع ہیں کہ قیصر وکسریٰ کے پاس بھی اس قدر نہیں۔ آپؐ نے اسی وقت سب اس کو بخش دیں وہ اسی وقت ایمان لے آیا کہ نبی کے سوا کوئی اس قدر عظیم الشان سخاوت نہیں کر سکتا۔

غزوہ حنین والے دن ایک عورت آئی اور اس نے اشعار پڑھے جن میں آپؐ کے بنوھوازن میں رضاعت کے دنوں کا ذکر تھا۔ آپؐ نے یہ اشعار سن کر بنوھوازن کا سارا مال انہیں واپس کر دیا اور ساتھ ہی انہیں مزید اتنا مال عطا فرمایا کہ جس کی مالیت پانچ لاکھ درہم کے برابر تھی۔

حضرت مسیح موعودؑ آنحضور ﷺ کے اخلاق فاضلہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

ان میں کمال درجے کا اعتدال پایا جاتا تھا، اور ہر ایک خُلق اپنے اپنے محل اور موقعے پر ظاہر ہوتا تھا اور ان اخلاقِ فاضلہ میں آپؐ کی سخاوت بھی فی محلہٖ تھی، اور ایثار بھی فی محلہٖ ہی تھا اور کرم بھی فی محلہٖ ہی تھا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ جس طرح آنحضور ﷺ کی تعلیم متوازن ہے اسی طرح آپؐ کا ہر عمل بھی اس کے مطابق متوازن تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آنحضرت ﷺ کی سیرت کے ہر پہلو پر غور کرنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(بشکریہ روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 22 جون 2026ء)

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad